ماہنامہ
احمدیہ گزٹ
کینیڈا

اپریل 2021ء

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ (سورۃ البقرۃ 84:2)

رمضان المبارک

رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کووِڈ۔19 کے وائرس کی عالمی وبا کے دوران رمضان شریف کے بابرکت ایام کس طرح گزارنے چاہئیں، کے بارہ میں خصوصی ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:

آج کل وائرس کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس نے حکومتی قانون کے تحت اکثر لوگوں کو گھروں میں بند کر دیا ہے اور اس لحاظ سے یہاں ایک اچھی بات جماعت میں بھی اور بعض جگہوں پر لوگوں میں بھی پیدا ہو رہی ہے۔ اور ان کو خیال آ رہا ہے۔ لیکن دنیا کے ہر ملک میں جماعت میں خاص طور پر اس طرف توجہ ہے۔ ... اس وجہ سے ہمارے گھر کا ایک نیا ماحول بن گیا ہے کہ ہم گھروں میں بیٹھ گئے ہیں۔ نمازیں باجماعت ادا ہوتی ہیں۔ نمازوں کے بعد مختصر درس و تدریس بھی ہوتا ہے۔ خطبہ اکٹھے بیٹھ کر سنتے ہیں اور بعض دوسرے پروگرام ایم ٹی اے پر دیکھتے ہیں۔ اگر یہ لاک ڈاؤن مزید لمبا ہوتا ہے، اگر یہ پورے رمضان تک حاوی رہتا ہے تو پھر اس رمضان میں اس طرح باجماعت نمازیں اور درس و تدریس کو مزید توجہ سے ادا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ بچوں کو چھوٹے چھوٹے مسائل بھی سکھائیں اور بتائیں۔ ... اس طرح اپنا علم بھی بڑھائیں اور بچوں کا علم بھی بڑھائیں اور دعاؤں کی طرف توجہ دے کر خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے بھی اور دنیا کے لئے بھی رحم مانگیں۔ پس یہ دن جو اللہ تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے اس کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ... اس وبا نے عموماً گھروں میں جو ماحول پیدا کر دیا ہے۔ ... اس میں مزید بہتری کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے نہ کہ ان دنیادار گھروں کی طرح ہو جائیں جن گھروں کے بارہ میں عموماً آتا ہے کہ گھروں میں لڑائیاں اور فساد بڑھ گئے ہیں اور بے چینیاں بڑھ گئی ہیں۔ ایک نیک ماحول میں تو اس نیکی کی وجہ سے جس کے کرنے کی طرف ہمیں توجہ دلائی گئی ہے ہمارے ماحول بہتر ہونے چاہئیں۔ ... اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے روزہ رکھنے کے لئے دعا کریں اور دعائیں بھی ان دنوں میں بہت زیادہ کریں۔ ... اللہ تعالیٰ اس وبا کو دنیا سے جلد ختم کر دے۔ دنیا پر رحم فرمائے۔ ... ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور رمضان کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ (آمین)

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 15 مئی 2020ء صفحہ 6، 9)

اپریل 2021ء جلد نمبر 50 شمارہ 4

فہرست مضامین

★ قرآن مجید	2
★ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	12
★ روزہ کی غرض وغایت۔ حصولِ تقویٰ از مکرم مولانا نصیر احمد قمؔر صاحب	13
★ روزوں کے فضائل وبرکات از مکرم مولانا عبدالقدیر قمؔر صاحب	15
★ رمضان شریف کے بابرکت ایام میں مالی قربانیوں کی تحریک از مکرم خالد محمود نعیم صاحب	16
★ خدا کو نماز کی ضرورت نہیں ضرورت انسان کو ہے از شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	17
★ آج کل تینوں قل پڑھنے کی اشد ضرورت ہے از مکرم مولانا ابوسعید صاحب	18
★ کووڈ۔19 اور الوالامر کی اطاعت	20
★ عیسائیت میں مشرکانہ عقائد اور رسوم کا رواج از مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب	26
★ جماعت احمدیہ کینیڈا کے زیراہتمام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان پر خصوصی پروگرام از انصر رضا صاحب	30
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	34

نگران
ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ
مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران
ہدایت اللہ ہادؔی اور عثمان شاہؔد

معاون مدیر
شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی
محمد اکرم یوسف

معاونین
مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابؔد

تزئین وزیبائش
شفیق اللہ اور منیب احمد

مینیجر
مبشر احمد خالؔد

رابطہ
editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(سورۃ البقرۃ 186:2)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے اُمور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اِس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایّام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اِس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنْ أَبِی صَالِحٍ الزَّیَّاتِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّیَامَ، فَإِنَّهُ لِی وَأَنَا أَجْزِی بِهِ، وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْیَقُلْ إِنِّی امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِیَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ۔

(صحیح بخاری. کتاب الصوم ،باب هل یقول انی صائم اذاشتم .
حدیقة الصالحین، حدیث 271)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے۔ پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور و شر کرے۔ اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! روزے دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیوں کہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

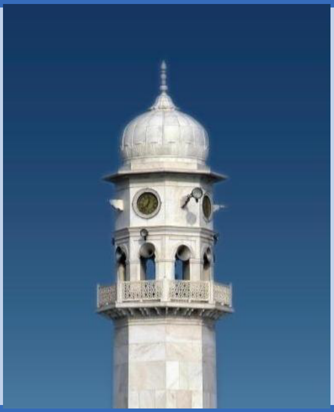

رمضان المبارک کے بارہ میں

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند ارشادات

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ (سورۃ البقرۃ 186:2) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے۔اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔

تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔

پس (اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ) میں یہی اشارہ ہے۔اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں مَیں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنّت اہل بیت ہے۔میرے حق میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ، سلمان یعنی اَلصُّلْحَان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ایک اندرونی دوسری بیرونی۔اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا۔نہ کہ شمشیر سے۔اور میں جب مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی۔تو مَیں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے۔چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔اس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں۔یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔ ...

خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ایک عباداتِ مالی، دوسرے عباداتِ بدنی۔عباداتِ مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔اور عباداتِ بدنی کو بھی انسان عالمِ جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آ جاتا ہے۔(کسی نے) یہ ٹھیک کہا ہے کہ 'پیری وصد عیب'۔اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے۔اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔موئے سفید از اجل آرد پیام۔

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔روزہ کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ (سورۃ البقرۃ 185:2) یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

(ملفوظات۔جلد چہارم ایڈیشن 1984ء، صفحہ 256-258)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 05 فروری 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 05 فروری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غزوات کا ذکر چل رہا ہے۔ غزوہ ذات الرقاع، جو بطرفِ نجد سات ہجری یا دوسری روایت کے مطابق غزوہ خیبر کے بعد ہوا تھا، اس غزوہ میں حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں امیر مقرر فرمایا تھا۔ اس غزوہ کی سختیوں کے متعلق حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ آدمیوں کے پاس ایک مشترکہ اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سواری کرتے۔ میرے دونوں پاؤں پھٹ گئے اور ان کے ناخن گِر گئے تھے اور ہم ان پر کپڑوں کے ٹکڑے لپیٹ کر گزارا کرتے تھے۔

فتح مکہ، آٹھ ہجری کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ باقی سب کفار کو امان دے دی تھی۔ ان چار آدمیوں میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پناہ دے دی اور وہ آپؓ کے گھر میں تین دن چھپا رہا۔ ایک روز جب رسول کریم ﷺ مکہ کے لوگوں کی بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر حاضر ہوئے اور اس کی بیعت قبول کرنے کی درخواست کی۔ رسول کریم ﷺ نے پہلے تو تامل فرمایا مگر پھر آپؐ نے بیعت لے لی۔ یہ شخص مرتد تھا اور پہلے کاتبِ وحی بھی رہ چکا تھا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ وحی لکھوا رہے تھے کہ جب آیت ثُمَّ أَنْشَأْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ پر پہنچے تو اس کے منہ سے نکلا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہی وحی ہے اسے لکھ لو۔ اس بدبخت کو یہ خیال نہ آیا کہ پچھلی آیات کے نتیجہ میں یہ آیت طبعی طور پر بن جاتی ہے۔ اس نے گمان کیا کہ نعوذ باللہ آپؐ اسی طرح خود سارا قرآن بنا رہے ہیں چنانچہ وہ مرتد ہو گیا۔

عکرمہ بن ابوجہل کو جب علم ہوا کہ آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے تو وہ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس کی بیوی نے اس کا پیچھا کیا۔ عکرمہ کشتی میں سوار ہو چکا تھا جب وہ وہاں پہنچی اور اسے بتایا کہ اس نے عکرمہ کے لئے رسول خدا ﷺ سے امان حاصل کر لی ہے۔ عکرمہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امان ملنے کی نسبت دریافت کیا۔ اثبات میں جواب ملنے پر عکرمہ نے اسلام قبول کیا اور شرم کے مارے اپنا سر جھکا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عکرمہ! تو مجھ سے جو چیز مانگے گا میں تجھے ضرور دوں گا۔ اس پر عکرمہ نے عرض کیا کہ میری ہر اس عداوت کے لئے بخشش کی دعا کر دیں جو میں نے آپؐ سے روا رکھی۔ حضور ﷺ نے عکرمہ کے لئے دعا کی اور خوشی سے سرشار ہو کر اپنی چادر اس پر ڈال دی اور اسلام میں خوش آمدید کہا۔ عکرمہ کا شمار بعد میں بڑے جلیل القدر صحابہؓ میں ہوتا تھا اور آپؓ کے ایمان لانے سے حضور ﷺ کے اس خواب کی تعبیر ہوئی جس میں آپؐ نے جنت میں انگور کا ایک خوشہ ابوجہل کے لئے دیکھا تھا۔

غزوہ تبوک 9 ہجری کی تیاری کے لئے حضور ﷺ نے تحریک فرمائی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سو اونٹوں کا قافلہ سامان سمیت پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے پھر تحریک فرمائی تو آپؓ نے سو مزید اونٹ سامان سمیت پیش کر دیئے۔ آپؐ نے تیسری بار تحریک فرمائی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر سو اونٹ مع سامان پیش کر دیئے۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد عثمانؓ جو بھی کرے اس کا مواخذہ نہ ہوگا۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ نے اس موقع پر ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے جب کہ ایک اور روایت کے مطابق آپؓ نے دس ہزار دینار پیش کئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بارہا فرمایا کہ انہوں نے جنت خرید لی اور وہ جنتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جنگی ضرورت تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ کے سامنے ضرورتِ حقہ کو رکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میری یہ پیشکش قبول کر لی جائے

کہ میں دس ہزار صحابہؓ کا پورا خرچ برداشت کروں گا اور اس کے علاوہ آپؓ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اہلِ شوریٰ میں سے تھے جن سے اہم ترین امور میں رائے لی جاتی تھی۔ جب روم پر چڑھائی کا موقع آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ طلب کرنے پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے فیصلہ کرگزرنے کا مشورہ دیا۔ جس پر مشاورت میں شریک دیگر تمام صحابہؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کی۔

بحرین کے گورنر کی تعیناتی کے لئے مشورہ طلب کئے جانے پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس آدمی کو بھیجیں جسے رسول اللہ ﷺ نے بحرین پر گورنر مقرر فرمایا تھا چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علا بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین بھیجنے پر اتفاق کرلیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ شدید قحط پڑا۔ ان ہی ایام میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سو اونٹوں کا قافلہ اشیائے خورد ونوش لئے شام سے مدینہ پہنچا۔ مدینہ کے تاجروں نے اسے خریدنا چاہا مگر آپؓ نے اس غلے کو فقرا اور مساکین کے لئے صدقہ کردیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس رات یہ واقعہ ہوا میں نے اس رات رسول کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ نے ایک صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا ہے اور جنت میں اس کی شادی کی ہے اور ہمیں ان کی شادی میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کے سلسلہ میں وسعت سے جب مال کی کثرت ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض صحابہؓ سے مشاورت طلب کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باقاعدہ انتظام کرکے کھاتے بنانے کا مشورہ دیا۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مردم شماری کرکے لوگوں کے نام رجسٹروں میں محفوظ کرنے کے عمل کا آغاز فرمایا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی بابت آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کو ایک قمیص پہنائے گا اور منافقین اسے اتارنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب زخمی ہوئے اور آپؓ نے اپنا آخری وقت قریب محسوس کیا تو حضرت عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارہ میں وصیت فرمائی کہ یہ چھ افراد اپنے میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کرلیں۔ نیز آپؓ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مشورہ میں شریک کیا لیکن انہیں خلافت کا حق دار قرار نہ دیا اور وصیت کی کہ یہ سب لوگ تین دن میں فیصلہ کریں۔ تین دن کے لئے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور مشورہ کی نگرانی حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی۔ فرمایا کہ جس پر کثرتِ رائے سے اتفاق ہو سب لوگ اس کی بیعت کریں اور اگر کوئی انکار کرے تو اسے قتل کردو۔ اگر دونوں طرف تین تین ہوجائیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے جس کو تجویز کرے وہ خلیفہ ہو۔ اگر اس فیصلہ پر وہ راضی نہ ہوں تو جس طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں وہ خلیفہ ہو۔ انتخابِ خلافت کے وقت حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں موجود نہ تھے۔ لمبی بحث کے بعد جب بقیہ پانچوں صحابہؓ کسی نتیجہ پر نہ پہنچے تو اس بات پر اتفاق ہوا کہ یہ معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کردیا جائے اور جس کے حق میں وہ فیصلہ کریں وہی خلیفہ ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن میں مدینہ کے ہر گھر گئے اور لوگوں کی رائے معلوم کی۔ سب نے یہی کہا کہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت منظور ہے۔

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قائم فرمودہ کمیٹی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تجویز دی کہ اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کردو۔ اس پر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اختیار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اختیار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کردیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپؓ دونوں میں سے جو بھی اس امر سے دست بردار ہوگا ہم انتخابِ خلافت کا معاملہ اسی کے حوالہ کردیں گے۔ اس بات نے دونوں بزرگوں کو خاموش کردیا چنانچہ اس بات پر اتفاق ہوا کہ جس کے حق میں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیصلہ کریں وہی خلیفہ ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ باری باری دونوں صحابہؓ کو تنہائی میں لے گئے اور انصاف کرنے نیز دوسرے کے امیر بنائے جانے پر اس کا اطاعت گزار رہنے کا پختہ عہد لیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔ علامہ ابن سعد کے مطابق حضرت عثمان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت 29 ذوالحجہ 23 ہجری کو سوموار کے روز کی گئی۔

بیعت کے بعد آپؓ لوگوں میں تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا مکروفریب سے آراستہ ہے۔ پس تمہیں دنیاوی زندگی دھوکا نہ دے اور اللہ کے بارہ میں شیطان تمہیں ہرگز دھوکے میں مبتلا نہ کرے۔ تم بھی دنیا کو وہاں پھینک دو جہاں اللہ نے اسے پھینکا ہے۔ مال اور اولاد دنیا کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے طور پر بہتر اور امنگ کے لحاظ سے بہت اچھی ہیں۔ اس کے بعد لوگ آپؓ کی بیعت کرنے کے لئے لپکے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں الجزائر، مراکش، اندلس، قبرص، طبرستان، آرمینیا، خراسان اور بلادِ روم وغیرہ کی طرف پیش قدمی ہوئی اور فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس امر کا بھی تذکرہ ملتا ہے کہ آپؓ کے دورِ خلافت میں ہندوستان میں اسلام کی آمد ہوگئی تھی۔

خطبہ کے آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ذکر ابھی چل رہا ہے آئندہ بھی ان شاءاللہ بیان ہوگا۔

پاکستانی احمدیوں کے لئے دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرے۔ پاکستان کے احمدیوں کو اپنی اصلاح کی بھی توفیق دے، اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ جلد یہ اندھیرے دن روشنیوں میں بدل دے اور ہم وہاں کے احمدیوں کو بھی آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے دیکھیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 12 فروری 2021ء

جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ وصدر مجلس تحریک جدید کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12 فروری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج میں جماعت کے ایک دیرینہ خادم مکرم چودھری حمید اللہ صاحب کا ذکرِ خیر کرنا چاہتا ہوں جو 7 فروری کو 87 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مکرم چودھری صاحب بابو محمد بخش صاحب اور عائشہ بی بی صاحبہ کے ہاں 1934ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ اِن کے والد جو بھیرہ کے نواحی علاقہ کے رہنے والے تھے، انہوں نے 1929ء میں ایک خواب میں یہ نظارہ دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ایک مصلے پر تشریف فرما ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ تم جس کرسی پر بیٹھے ہو اس کی چولیں ڈھیلی ہو چکی ہیں۔ پھر دیکھا کہ رسول کریم ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک نئی دفتری کرسی ہے جس کے بازو آگے کو بڑھے ہوئے ہیں فرمایا اس کرسی پر بیٹھ جاؤ یہ احمدیت کی کرسی ہے یعنی بادلائل اور حقیقی اسلام۔ یہ ان کے والد کے قبولِ احمدیت کا واقعہ ہے۔

چودھری صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ آٹھویں کے بعد جب 1946ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقف کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی والدہ آپ کو حضورؓ کی خدمت میں لے گئیں۔ 1949ء میں انہوں نے میٹرک کیا اور وکالت دیوان کی ہدایت پر ربوہ تشریف لائے۔ تحریری امتحان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انٹرویو لیا۔ حضورؓ کی ہدایت پر ان کی تعلیم کا سلسلہ چلتا رہا۔ بی۔ ایس۔ سی میں صوبے بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم۔ اے ریاضی اول درجہ میں کیا اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ 1955ء میں تعلیم الاسلام کالج میں استاد مقرر ہوئے۔ ان کی شادی 1960ء میں رضیہ خانم صاحبہ بنت عبدالجبار خان صاحب آف سرگودھا سے ہوئی۔ 1974ء میں کالج کے قومیائے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر آپ نے کالج سے استعفیٰ دیا اور ناظر ضیافت مقرر کئے گئے۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وکیلِ اعلیٰ تحریکِ جدید مقرر فرمایا۔ 1989ء تک ایڈیشنل صدر اور پھر صدر مجلس تحریکِ جدید مقرر ہوئے۔ خلافتِ ثالثہ میں آپ کو امیر مقامی بننے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ 1969ء سے 1973ء تک بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو صدر مقرر فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو باتیں بیان فرمائیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی و روحانی اولاد اور جماعتی کام کرنے والے تمام لوگوں کو اپنے پلے باندھنی چاہئیں۔ فرمایا کہ جنہوں نے مجلس کی صدارت کا چارج لیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خونی رشتہ کے لحاظ سے خاندان کے فرد نہیں ہیں لیکن روحانی رشتہ کے لحاظ سے ہر شخص اپنی ہمت، کوشش، دعا اور عاجزی کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی اولاد بننے کے قابل ہے اور سچا اور حقیقی بیٹا اسے بننا چاہئے۔ بہت سے لوگ ہیں جو جسمانی اولاد سے بھی زیادہ آگے نکل جاتے ہیں۔ جسمانی تعلق تو ایک دنیاوی تعلق ہے، مذہب یا روحانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

اپنی اولاد سے اصل تعلق روحانی تعلق ہی ہے۔اسی واسطے کہا گیا ہے کہ انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ آگے ورثہ میں کسی کو کچھ دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جسمانی اولاد کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کیا اور ان کو روحانی وجود بنا دیا۔ پس ورثہ میں کسی کو عزت اور احترام نہیں ملا کرتا۔ روحانی تعلق نام ہے تقویٰ اختیار کرنے کا، اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے اور اس کے لئے ایثار و قربانی کرنے کا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہر واقفِ زندگی، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق رکھنے والے اور ہر کام کرنے والے کو چاہئے کہ چودھری صاحب کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کرے کہ ان کے طفیل ہمیں بھی یہ سنہری الفاظ سننے اور سمجھنے کو ملے۔

اجتماع خدام الاحمدیہ 1970ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک مخلص بچہ کو، جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدارت سونپی۔ اسی طرح آپ کی صدارت کے اختتام پر خصوصی تقریب میں حضورؒ نے فرمایا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کی زندگی قیامت تک کے لئے ممتد ہے کیونکہ اس کا تعلق نبی اکرم ﷺ کے مہدی کی اس جماعت کے ساتھ ہے جس پر قیامت تک کی ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ پس ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ عزیز بھائی اور بچے حمید اللہ صاحب کو جس رنگ میں انہوں نے ذمہ داریوں کو نبھایا اس پر احسن جزا دے۔

1974ء کے ہنگامی حالات میں بھی چودھری صاحب نے اہم خدمات سرانجام دیں۔ 1977ء تا 1987ء بطور ناظر ضیافت کام کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی لندن ہجرت کے بعد حضورؒ کے ارشاد پر ایک سال سے زائد عرصہ یہاں رہ کر جماعتی مرکزی نظام قائم کرنے میں کافی کردار ادا کیا۔ 1982ء سے 1999ء تک بطور صدر مجلس انصاراللہ خدمت کی توفیق پائی۔ صد سالہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی 1989ء کے صدر کی حیثیت سے کام کیا۔ 2005ء میں مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے صدر مقرر ہوئے۔ اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے موقع پر انتخابِ خلافت کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی نصیب ہوا۔ 1973ء سے اب تک آپ بطور افسر جلسہ سالانہ کام کی توفیق پا رہے تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے موقع پر انہیں افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا تھا۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا رشید اللہ اور دو بیٹیاں طیبہ حیات اور رضوانہ یوسف شامل ہیں۔

آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ شادی کے بعد آپ کو جو بھی الاؤنس ملتا تھا اس میں سے سب سے پہلے چندہ نکالتے تھے۔ آخری دم تک تمام نمازیں پوری اور وقت پر پڑھتے۔ انہیں دیکھ کر مجھے بھی نمازِ تہجد کی عادت ہوگئی تھی۔ میں نے سب کچھ ان سے سیکھا۔ بہت ستاری والی طبیعت تھی۔ آپ ایک شفیق خاوند اور شفیق باپ تھے۔ کسی رشتہ دار سے ناراض نہ ہوتے، صلح میں پہل کرتے۔ آپ کی بیٹی کہتی ہیں کہ آپ نے کبھی ہماری امی سے اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ ابوصرف ہمارے ابو نہیں بلکہ ہمارے دوست بھی تھے۔ ایک مرتبہ جلسہ سالانہ کے معائنہ کی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کہا کہ آپ میرے ہی پیالہ میں میرے ساتھ کھانا کھالیں۔ دنیاوی چیزوں سے انہیں بالکل محبت نہیں تھی۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ آپ ہمیشہ نمازوں اور خلیفہ وقت کا خطبہ، ان دو باتوں پر زور دیتے تھے۔

جمیل الرحمٰن رفیق صاحب لکھتے ہیں کہ آپ اصول کے بڑے پکے لیکن شفقت کرنے والے تھے۔ قابلِ امداد کارکنان کی در پردہ امداد کیا کرتے۔ بہت محنتی اور علمی طبیعت تھی۔ جماعتی اموال نہایت احتیاط سے خرچ کرتے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جب میں نے ناظران اور وکلاء کو کہا تھا کہ باہر جماعتوں میں جائیں اور لوگوں کو ملیں اور سلام پہنچائیں تو چودھری صاحب کے سپرد سرگودھا کا ضلع ہوا تھا۔ آپ بے شمار دفعہ کئی کئی کلومیٹر پیدل چل کر ہر گھر تک پہنچے اور پیغام پہنچایا۔ سادگی انتہاء کی تھی چنانچہ دورہ کے دوران جماعت کو ہدایت تھی کہ کوئی پروٹوکول نہ ہو۔

جب بھی آپ کے گھر کوئی جاتا تو خود مہمان نوازی کرتے۔

لئیق عابد صاحب کہتے ہیں کہ ہر کام وقت پر کرنے کی عادت اس قدر پختہ تھی کہ گویا وقت پر سوار ہوں۔ کبھی بھی کوئی ڈرافٹ، بل یا خط مکمل پڑھے بغیر دستخط نہیں کیا کرتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ افسروں کے لئے بڑی ضروری چیز ہے۔

سمیع اللہ سیال صاحب کہتے ہیں کہ اپنے اوصاف کے لحاظ سے وہ ایک عظیم انسان تھے۔ ایک ہمدرد، باہمت، ہمہ وقت خدمتِ دین کرنے والے اور خلافت سے بے پناہ عشق رکھنے والے وجود تھے۔ یہ بھی ان کی عادت تھی کہ نئے واقفین کی نہایت عمدگی سے تربیت کیا کرتے تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ میں نے بھی بعض واقفین کو ان کے سپرد کیا تھا ان کی بھی انہوں نے بڑی اچھی طرح تربیت کی۔

حلیم قریشی صاحب کہتے ہیں کہ انتظامی معاملات اور مالی معاملات پر بڑی سخت گرفت تھی۔

ماجد طاہر صاحب وکیل التبشیر لندن لکھتے ہیں کہ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑے ہونا، چلنا، بولنا اور خاموش رہنا خلیفۂ وقت کے ماتحت تھا۔

حضورانور نے کئی احباب کے رقم فرمودہ مشاہدات پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ میں نے یہ چند باتیں لی تھیں، بے شمار باتیں اور بھی ہیں۔ جو بھی باتیں بیان ہوئی ہیں ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔

ان کے ساتھ میں نے کام بھی کیا ہے بڑے نرم انداز میں کام سکھایا کرتے تھے۔ پھر جب ناظرِ اعلیٰ ہو گیا تو ان کا اطاعت کا نیا رویہ نظر آیا اور خلافت کے بعد تو انتہائی وفاداری کے ساتھ انہوں نے تمام حق ادا کئے۔ جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کو سینئر سیکشن میں مدغم کرنے کے متعلق میں نے ان سے رائے مانگی تو انہوں نے رائے دی تھی کہ نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن جب میں نے فیصلہ کر دیا تو فوری طور پر، اسی وقت، چوبیس گھنٹے کے اندر اندر عمل درآمد کروایا اور مجھے رپورٹ بھی دی۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خلافت کو ان جیسے سلطانِ نصیر ملتے رہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ پاکستان کے حالات کے متعلق بھی دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد وہاں کے حالات بدلے۔ آمین

دوسری اہم بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وبا جو اس وقت پھیلی ہوئی ہے اس میں احمدی بھی احتیاط کا پورا حق ادا نہیں کر رہے۔ پوری احتیاط کے ساتھ ماسک پہنیں۔ بلا ضرورت سفر سے بچیں۔ سماجی فاصلہ رکھیں اور حکومت کی جاری کردہ ہدایات پر عمل کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس وبا کو جلد دور کرے اور جو احمدی اور دوسرے بھی بیمار ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 19 فروری 2021ء

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی 18 سال سے 35 سال کی عمر کی چند جھلکیاں

20 فروری یوم مصلح موعودؓ کے حوالہ سے ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' کی ہلکی سی جھلک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19 فروری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

20 فروری کا دن جماعت میں پیش گوئی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے یاد رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موعود بیٹے کے متعلق اس لمبی پیش گوئی میں مختلف خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ آج میں اس میں سے ایک پہلو یعنی وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی تحریرات و تقاریر کے حوالہ سے کچھ بیان کروں گا۔ حضورؓ کی بنیادی تعلیم تو صرف پرائمری تک تھی۔ لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے آپؓ کو جو علومِ ظاہری و باطنی عطا کئے تھے وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا صرف تعارف پیش کرنا ہی ایک سلسلہ خطبات کا متقاضی ہے۔ پس حضورؓ کے علم و معرفت اور تبحرِ علمی کی ہلکی سی جھلک دکھانے کی خاطر میں نے سوچا کہ آپؓ کے مضامین و تقاریر کا ایک مختصر تعارف یا ان میں سے بعض نکات خلاصۃً پیش کروں۔ آپؓ کے یہ مضامین توحیدِ باری تعالیٰ اور ملائکہ کی حقیقت جیسے روحانی امور سے لے کر مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی راہنمائی، اقتصادی و مالی نظام اور تاریخِ اسلام تک پھیلے ہوئے ہیں۔ سولہ، سترہ سال کا نوجوان، جس کی باقاعدہ بنیادی تعلیم بھی کچھ نہیں، وہ ایسے ایسے نکات بیان کرتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ اس وقت میں آپ کی اسی عمر سے لے کر چونتیس پینتیس برس کی عمر تک کے مضامین کی جھلک پیش کرتا ہوں۔

مارچ 1907ء میں 18 برس کی عمر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عظیم الشان مضمون بعنوان محبتِ الٰہی تحریر فرمایا۔ اس مضمون میں آپؓ فرماتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو اور دائمی زندگی بخشنے والے اس سمندر میں غوطہ زن رہے۔ محبت کے نتیجے میں انسان گناہوں سے بچتا اور درجات میں ترقی کرتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھائیں اور اپنے دل میں اخلاص و محبت پیدا کریں اور ایک سورج کی طرح ہو جائیں جس سے دنیا روشنی پکڑتی ہو۔ اس مضمون میں آپؓ نے خدا تعالیٰ کے بارہ میں یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے عقائد بیان کئے اور فرمایا کہ اسلام کے زندہ خدا کا ثبوت یہ ہے کہ وہ وحی والہام سے انسان کی آج بھی رہنمائی کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 28 دسمبر 1908ء کے جلسہ میں ''ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں'' کے موضوع پر ایک بڑا پُر مغز خطاب فرمایا۔ آپؓ نے سورہ توبہ کی آیات 111 اور 112 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ہر انسان کو سوچنا چاہئے کہ خدا نے مجھے کیوں پیدا کیا، اور مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ انسان اِس چند روزہ زندگی کے لئے کوشش کرتا ہے تو کیا اس لامحدود زندگی کے لئے کوشش کی ضرورت نہیں۔ انسان کو چاہئے کہ وہ ایسا سودا کرے جس میں نفع ہو اور وہ مال جمع کرے جو واقعی اس کے کام

آئے۔ اس تجارت کے لئے بعض شرائط ہیں مثلاً یہ کہ انسان ہر وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے اور خداتعالیٰ کی حمدوثنا کرتے ہوئے اس سے اپنا تعلق مضبوط رکھے۔ امر بالمعروف کرے اور حدودِ الٰہیہ کی حفاظت کرے۔

1916ء کے جلسہ میں آپؓ نے ذکرِ الٰہی کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے نہایت اچھوتے انداز میں ذکرِ الٰہی کی ضرورت، اقسام اور فوائد پر روشنی ڈالی۔ ذکر کی چار اقسام بیان فرمائیں: یعنی نماز، قرآن کریم، صفاتِ باری تعالیٰ کا اقرار اور تنہائی میں ان پر غور کرتے ہوئے لوگوں میں ان کا اظہار۔ ذکرِ الٰہی کو مقبول بنانے کے لئے اس کے خاص اوقات، نماز میں توجہ قائم رکھنے کے بائیس طریق اور مقامِ محمود تک پہنچانے والے ذکر یعنی نمازِ تہجد کے التزام کے ایک درجن سے زائد طریقے بتائے۔

9 اکتوبر 1917ء کو پٹیالہ میں آپؓ نے ربوبیتِ باری تعالیٰ کائنات کی ہر چیز پر محیط ہے کے موضوع پر خطاب میں ہستی باری تعالیٰ، اسلام، قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو صفتِ ربوبیت کے تعلق سے ثابت کیا۔ فرمایا کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے نبی آئے جو روحانی ربوبیت کا سامان کرتے رہے اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ ربوبیت کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ جنہوں نے خدا سے ہم کلامی اور اصلاحِ خلق کا دعویٰ فرمایا۔ پس اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو روحانی ربوبیت رکھنے والے زندہ خدا کو پیش کرتا ہے۔

پھر 1919ء میں اسلام میں اختلافات کا آغاز کے موضوع پر اسلامیہ کالج لاہور میں ایک طویل لیکچر ارشاد فرمایا۔ اس اجلاس کی صدارت پروفیسر سید عبدالقادر صاحب نے کی جنہوں نے لیکچر کے بعد تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ بہت تھوڑے مؤرخ ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کے اختلافات کی تہہ تک پہنچ سکے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؓ نے نہایت واضح اور مسلسل پیرائے میں ان واقعات کو بیان فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ ایسا مدلل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہوگا۔

1919ء کے جلسہ سالانہ پر آپؓ نے تقدیرِ الٰہی جیسے مشکل اور دقیق موضوع پر بڑا عارفانہ خطاب فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس خطاب کے متعلق فرمایا کہ اس موضوع پر ایک ایسے جلسہ عام میں خطاب فرمانا جہاں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ، ذہین اور بلید ہر قسم کے لوگ جمع تھے، کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ یہ تقریر کیا تھی علمِ کلام کا شاہکار تھا۔

جنگِ عظیم اوّل کے بعد اتحادی ممالک نے سلطنتِ ترکی کے حصے بخرے کر دیئے تھے۔ اس تناظر میں جون 1920ء میں الہٰ آباد کے مقام پر خلافت کمیٹی کے زیرِ اہتمام ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔

حضورؓ نے محض ایک دن کے اندر معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ کے عنوان سے مضمون قلم بند فرمایا جسے راتوں رات چھپوا کر بھجوایا گیا۔ اس مضمون میں حضورؓ نے نہایت مدلل انداز میں واضح فرمایا کہ ہجرت، جہادِ عام اور گورنمنٹ سے قطع تعلق کی تجاویز مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ آپؓ نے مسلمانوں کی ترقی اور بہبود کے لئے بلا تاخیر عالم گیر لجنہ اسلامیہ یعنی مؤتمر عالمِ اسلامی کے قیام کی تجویز دی۔ اس دور میں کہ جب انٹرنیٹ وغیرہ کی سہولتیں نہ تھیں آپؓ کا یہ غیر معمولی تجزیہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کی نشان دہی کرتا ہے۔

28 دسمبر 1920ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر ملائکۃ اللہ کے عنوان پر نہایت آسان اور بصیرت افروز خطاب کرتے ہوئے ملائکہ کی حقیقت وضرورت، اقسام، فرائض، خدمات اور ملائکہ کے وجود پر روشنی ڈالی۔ فرشتوں سے تعلق پیدا کرنے کے یہ آٹھ ذرائع بیان فرمائے:

1۔ جس انسان پر جبرئیل نازل ہو اس کے پاس بیٹھنا۔

2۔ درود پڑھنا۔

3۔ عفوودرگزر اختیار کرتے ہوئے بدظنی سے بچنا۔

4۔ تسبیح وتحمید۔

5۔ بغور تلاوتِ قرآن۔

6۔ جو کتابیں ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر ملائکہ نازل ہوتے ہوں ان کو پڑھنا۔

7۔ جس مقام پر ملائکہ کا نزول ہوا ہو وہاں جانا۔

8۔ خلیفہ کے ساتھ مضبوط تعلق۔

5 مارچ 1921ء کو حضورؓ نے لاہور میں کالج کے بعض طلباء کے سوالوں کے جواب میں ضرورتِ مذہب پر ایک لیکچر دیا۔ طلباء نے حضور سے یہ تین سوالات پوچھے تھے۔

1۔ مذہب کی ضرورت نہیں، ہاں ظاہری فوائد کے لئے اگر لوگ اسے اختیار کرلیں تو برا نہیں۔

2۔ دیگر مذاہب میں بھی پیش گوئیاں کرنے والے بعض لوگ موجود ہیں، پھر اسلام کی کیا خصوصیت رہی۔

3۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے سلسلہ کا پھیلنا ان کی صداقت کا ثبوت کیسے ہوا جب کہ روس میں لینن کو بھی بڑی کامیابی ہوئی ہے۔

حضورؓ نے ان سوالوں کے جواب میں فرمایا کہ مذہب کی ضرورت کا سوال خداتعالیٰ کی ہستی سے وابستہ ہے اور اس کی ہستی کا ثبوت اس کا اپنے بندوں سے کلام کرنا ہے۔ نیز اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئیاں پوری ہو کر خداتعالیٰ کی ہستی کا ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔

دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ انبیاء کی پیش

گوئیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں جن میں شوکت اور حاکمانہ اقتدار ہوتا ہے جب کہ دوسرے لوگ اپنے علم کی بنا پر پیش گوئیاں کرتے ہیں۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ارشاد فرمایا کہ آپؓ کے سلسلہ کو جو ترقی حاصل ہوئی ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ پہلے سے موجود تھا۔ پس یہ کہنا غلط ہوگا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے سلسلہ کی ترقی ان کی صداقت کی علامت نہیں۔

پھر ہستی باری تعالیٰ پر 1921ء میں ایک لمبی تقریر فرمائی جو 190 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تقریر میں ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر آٹھ دلائل اور ان پر پیدا ہونے والے اعتراضات کے جواب ارشاد فرمائے۔

1921ء میں ہی شہزادہ ویلز کی ہندوستان آمد کے موقع پر ایک تصنیف تحفہ شہزادہ ویلز کے عنوان سے تحریر فرمائی۔ اس مختصر عالمانہ تصنیف میں حکومتِ وقت سے وفاداری کے اظہار کے ساتھ، حضرت مسیح موعو علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختصر حالات، سلسلہ احمدیہ کی تعلیم، تاریخ اور اس کے قیام کی غرض بیان فرمائی گئی ہے۔ شہزادہ ویلز جو بعد میں ایڈورڈ ہشتم بنے انہوں نے اس تحفہ کو بڑی قدر اور احترام کی نگاہ سے دیکھا اور اس کا مکمل طور پر مطالعہ کیا۔

اسی طرح 1924ء میں ویمبلے کانفرنس لندن کے لئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی۔ جس کا خلاصہ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ یہ لیکچر ایسا اچھوتا اور منفرد تھا کہ عیسائیت کے بڑے بڑے لیڈروں نے بھی اسے سراہا۔

پس یہ 18 سال سے 35 سال کی عمر کی چند جھلکیاں ہیں جن کا سوواں حصہ بھی اس وقت میں بیان نہیں ہوسکا۔ خطبات اور تفاسیر اس کے علاوہ ہیں جن میں علوم و معارف کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس خزانے کو جو کافی حد تک چھپ چکا ہے افرادِ جماعت کو پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات بلند فرماتا رہے۔

پاکستان کے حالات کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ وہاں کے لوگوں کو امن و چین اور سکون کی زندگی عطا فرمائے اور مخالفین کے حملوں اور مکروں کو اپنے فضل سے ملیا میٹ کر دے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 26 فروری 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 فروری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تسمیہ، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کی فتوحات کا ذکر چل رہا تھا، آج وہی بیان کروں گا۔ آپؓ کے عہدِ خلافت میں فتح طبرستان 30 ہجری، فتح آرمینیا اور فتح خراسان 31 ہجری اسی طرح موجودہ افغانستان کے بعض علاقے 32 ہجری میں فتح ہوئے۔ اہلِ روم کے ساتھ معرکہ صواری 31 یا 34 ہجری میں پیش آیا۔ 32 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلادِ روم میں پیش قدمی کرتے ہوئے قسطنطنیہ کے دروازے پر جا پہنچے۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرنگیوں یعنی فرنچ اور بربریوں کو افریقہ اور اندلس میں شکست دی تو رومی بڑے سیخ پا ہوئے اور قسطنطین بن ہرقل کے پاس جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف پانچ سو بحری جہازوں پر مشتمل عدیم المثال لشکر لے کر نکلے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو سخت مقابلہ ہوا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں برِصغیر پاک و ہند میں تب اسلام پہنچا جب آپؓ نے حضرت عبیداللہ بن معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوج کا ایک دستہ دے کر مکران اور سندھ کی طرف بھیجا جہاں فتوحاتِ مکران میں انہوں نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ اسی طرح حضرت مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی فوج کے ایک دستے کی قیادت کرتے ہوئے موجودہ افغانستان کے دارالحکومت کابل میں مخالفین اسلام سے جہاد کیا۔ اس زمانہ میں کابل بلادِ ہند میں شمار ہوتا تھا۔

حضرت مجاشع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں مخالفینِ اسلام سے جنگ کی اور اس سے ملحقہ علاقے سجستان پر علمِ اسلام لہرایا۔ جس کے بعد مسلمانوں نے برِصغیر کے ان علاقوں میں سکونت اختیار کر لی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں فتنوں کے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیاں بھی موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ سے فرمایا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے۔ اگر لوگ اسے اتارنے کا مطالبہ کریں تو اسے ہرگز نہ اتارنا۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک قریب کے فتنہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ ایک شخص چادر سے سر ڈھانپے ہوئے وہاں سے گزرا۔ آپؐ نے فرمایا اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا، اس پر میں نے چھلانگ لگا کر اس شخص کو پکڑا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ اپنی بیماری میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تنہائی میں ملے اور آپؐ سے گفتگو فرمانے لگے جس پر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ یوم الدار یعنی

جس روز منافقین نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر میں محصور کر کے انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا، اس روز آپؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک تاکیدی ارشاد فرمایا تھا میں اس پر مضبوطی سے قائم ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اختلافات کے آغاز اور اس کی وجوہات کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بزرگ اسلام کے اولین فدائیوں میں سے ہیں۔ ان بزرگوں اور ان کے دوستوں کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ اسلام دشمنوں کی کارروائی ہے۔ نہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام میں کوئی بدعات شامل کیں اور نہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود خلیفہ بننا چاہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ انسان تھے جنہوں نے اسلام کی اتنی خدمات کی تھیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اب جو چاہیں کریں خدا ان کو نہیں پوچھے گا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ نیکی میں اس قدر ترقی کر گئے تھے کہ یہ ممکن ہی نہیں رہا تھا کہ ان کا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہو۔

آپؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال میں کوئی فساد نظر نہیں آتا لیکن ساتویں سال میں آپؓ کے بعض گورنروں کے خلاف تحریک نظر آتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھتے لیکن یہ لوگ سابقین اور قدیم مسلمانوں کے برابر تو نہ تھے چنانچہ اندر ہی اندر یہ لوگ صحابہؓ کے خلاف عوام میں جوش پھیلاتے رہے۔ ان لوگوں کا مرکز کوفہ میں تھا مگر اباحتی خیالات کے تابع شریعت پر عمل کرنے کو فعلِ عبث سمجھنے والے یہ لوگ مدینہ تک پہنچ چکے تھے۔ یہ سب شورش ایک خفیہ منصوبہ کا نتیجہ تھی جس کے اصل بانی یہودی تھے اور یہ سازشی عناصر خوب جانتے تھے کہ آپؓ کی حکومت میں کوئی ظالم کمزور اور لا وارثوں پر ظلم و تعدی نہیں کر سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مفسدوں اور صحابہ کرامؓ کو جمع کیا جہاں مخبروں نے مفسدوں کی موجودگی میں ان کی سازشوں کا حال بیان کیا۔ اس پر سب صحابہؓ نے ان لوگوں کے قتل کا فتویٰ دیا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے صرفِ نظر فرمایا اور ان کے لغو اور بے سرو پا اعتراضات کا باری باری جواب دیا۔ صحابہؓ ان مفسدوں سے بالکل متنفر تھے وہ دیکھتے تھے کہ ان لوگوں کو جلد سزا نہ دی گئی تو اسلامی حکومت تہ و بالا ہو جائے گی۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراپا رحمِ مجسم تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان لوگوں کو ہدایت مل جائے اور یہ کفر پر نہ مریں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ شرپسند آپؓ کے عفو اور درگزر کو دیکھتے ہوئے اپنے گناہوں سے توبہ کرتے، جفاؤں پر پشیمان ہوتے لیکن یہ لوگ غیض و غضب کی آگ میں اور بھی زیادہ جلنے لگے اور آئندہ کے لئے اپنی بقیہ تجویز کے پورا کرنے کی تدابیر سوچتے ہوئے واپس چلے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت کا یہ تذکرہ آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد خطبہ کے دوسرے حصہ میں چار مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلا ذکر مکرم عبدالقادر صاحب ابن بشیر احمد صاحب بازید خیل پشاور کا تھا جنہیں 11 فروری کو 65 برس کی عمر میں شہید کیا گیا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

شہید مرحوم اپنے چچا کے کلینک پر کام کرتے تھے جہاں دیگر احباب کے ساتھ کمرے میں ظہر کی نماز ادا کرنے لگے تھے کہ گھنٹی بجی جس پر آپ نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے لڑکے نے آپ پر فائرنگ کر دی۔

جنوری 2009ء میں اسی کلینک پر حملہ ہونے پر شہید مرحوم کی ٹانگ پر گولی لگی تھی۔ آپ نماز تہجد اور تلاوت قرآن کے پابند، دعوت الی اللہ کا جوش رکھنے والے، خلافت کے شیدائی، نہایت شفیق اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

دوسرا ذکر مکرم اکبر علی صاحب اسیرِ راہِ مولیٰ ابن ابراہیم صاحب آف شوکت کالونی ضلع ننکانہ صاحب کا تھا۔ مرحوم 16 فروری کو شیخوپورہ جیل میں بحالتِ اسیری 55 برس کی عمر میں بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد کے ذریعہ 1920ء میں ہوا تھا۔ مرحوم فوج سے بحیثیت حوالدار ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ دعوت الی اللہ کا شوق رکھنے والے، مہمان نواز، غریبوں کے ہمدرد تھے۔ پسماندگان میں دو بیوگان ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

تیسرا ذکرِ خیر مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب وکیل المال ثالث، نائب صدر انصاراللہ پاکستان اور نائب افسر جلسہ سالانہ ربوہ کا تھا جو 67 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے پنجاب یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس اور تاریخ میں ایم۔ اے کیا پھر دو سال سرکاری ملازمت میں بطور لیکچرر کام کیا۔ جہاں سے استعفیٰ دے کر 1982ء میں زندگی وقف کر دی اور مختلف حیثیتوں میں تقریباً 38 سال خدمت کی توفیق ملی۔ انڈونیشیا، سنگاپور، برما، سری لنکا، نیپال اور یوگنڈا وغیرہ ممالک کے دورہ جات کا بھی موقع ملا جہاں جماعتی نظام اور خلافت سے مضبوط تعلق استوار کرنے کے لئے بڑی گہرائی میں جا کر کام کیا۔ خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کی مرکزی عاملہ اور قضا بورڈ سمیت مختلف کمیٹیوں کے ممبر رہے۔

(باقی صفحہ 32)

قسط15

دعوت الیٰ اللہ میں حکمت کے تقاضے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

چنانچہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورۃ العصر 4:103) میں نقشہ یہ کھینچا کہ وہ چند لوگ جو ایمان لانے والے ہوں گے اور عمل صالح کر رہے ہوں گے وہ باقی انسانوں کو تبدیل کر دیں گے۔ وہ کس طرح تبدیل کریں گے، فرمایا: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وہ تو حق کی طرف بلانا شروع کر دیں گے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اور بڑے صبر کے ساتھ حق کی طرف بلائیں گے۔

یہاں بِالْحَقِّ اور بِالصَّبْرِ کے اور معنی بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وہ حق کی طرف بلائیں گے اور حق طریق پر بلائیں گے۔ بِالصَّبْرِ کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ صبر کی طرف بلائیں گے اور صبر کے ساتھ بلائیں گے اور بڑے صبر کے ساتھ وہ اس بات پر قائم رہیں گے اور جن کو وہ حق کی طرف بلائیں گے ان کو یہ تعلیم دیں گے کہ تم بھی صبر کرو۔

ان چار معنوں کے لحاظ سے مضمون بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ حق کی طرف بلانے اور حق کے ساتھ بلانے کے کیا معنی ہیں۔ قرآن کریم نے جتنے بھی واقعات بیان کئے ہیں ان سب میں حق کی طرف بلانے کے اسلوب بیان کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ کو دیکھ لیں وہ اس مضمون کو خوب کھولتی چلی جاتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک یہ مضمون ارتقا پذیر ہے۔ یہ بڑھتا چلا جاتا ہے لیکن بِالْحَقِّ میں بیان کردہ طریق کار سے تجاوز نہیں ملے گا۔ یہ ایک خاص اور معین طریق کار ہے جس کو حق کا طریق کہا گیا ہے۔

(خطباتِ طاہرؒ۔ جلد 2 صفحہ 204-205)

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا

روزہ کی غرض وغایت۔حصولِ تقویٰ

مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن

رمضان کا مقدس و مبارک مہینہ مومنین صالحین کے قلوب پر اپنے بے انتہا فیوض وانوار کی بارشیں برساتا ہوا بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ ہر طرف رحمت کی نسیم چل رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور مغفرت اور دعاؤں کی قبولیت کا فیضان عام جاری ہے۔

روزہ کوئی بوجھ نہیں بلکہ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے روزہ مومنوں پر اس لئے فرض کیا گیا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم متقی ہو جاؤ۔ چنانچہ مومنین کا فرض ہے کہ وہ روزہ کی اس بنیادی غرض کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں ورنہ ان کا بھوکا پیاسا رہنا ایک بے فائدہ اور بے ثمر عمل ٹھہرے گا۔

تقویٰ ایک وسیع المعانی لفظ ہے اور قرآن مجید و احادیث نبویہ میں اور اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات وفرمودات میں اس کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

تقویٰ کے لفظ میں بنیادی حروف و، ق اور ی ہیں جس کے معنے بچنے کے ہیں۔ چنانچہ عربی میں اسی مادہ سے ایک لفظ ''وَقَایَۃ'' ہے جس کے معنے ڈھال کے ہیں جو دشمن کے حملہ سے بچاؤ اور حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد مبارک میں روزوں کو بھی ڈھال قرار دیا ہے کیونکہ روزے انسان کے گناہوں کی بخشش اور نجات کا ایک ذریعہ ہیں۔

روزہ کا مقصد صرف بھوکا اور پیاسا رہنا نہیں بلکہ خدا کے حکم کے تابع اور اس کی رضا کی خاطر جب انسان بعض حلال چیزوں کو بھی ترک کرتا ہے اور عبادت میں شغف اور کثرت دعا اور انابت الی اللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں میں آگے بڑھنے کی سعی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت و مغفرت کے ساتھ اس سے زیادہ شفقت اور رحم کے ساتھ اس پر جھکتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔ اور جو خدا کی پناہ میں آجائے کون ہے جو ایسے شخص کو کسی قسم کی تکلیف یا دکھ پہنچا سکے۔ اور یہی روزے کا مقصود ہے کہ انسان اللہ کا تقویٰ اختیار کرے یعنی خدا کو اپنی سپر بنائے اور اس کی حفظ وامان کے سایہ تلے آجائے۔ پس روزہ تمام دینی و دنیوی شرور سے حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔

رمضان کے ان بابرکت ایام میں جب کہ خصوصیت سے تلاوت قرآن مجید بھی کثرت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے، ہمارا فرض ہے کہ تلاوت کے دوران جہاں متقین کا ذکر آتا ہے اور تقویٰ کا مضمون بیان فرمایا گیا ہے اس پر ٹھہر کر خاص طور پر غور کریں اور اپنے طور پر جائزہ لیں کہ کیا ہم تقویٰ کی راہوں پر گامزن ہیں یا نہیں اور پھر جہاں جہاں اس پہلو سے کوئی کمی یا نقص دکھائی دے اسے دور کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

قرآن مجید میں جب بھی تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو سب سے اوّل اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ تقویٰ کے ایک معنی ڈھال یا بچاؤ کے ذریعہ کے بھی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کے حکم میں ایک پہلو یہ ہے کہ تم اللہ کو اپنی ڈھال بناؤ۔ ہر قسم کے خطرات، ہر قسم کے ظاہری و باطنی شر اور فساد اور نقصان سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ میں آؤ۔ کیونکہ صرف وہی ایک ایسی ذات ہے جو ہر لحہ اور ہر آن ہر قسم کے شر اور نقصان سے تمہاری حفاظت کرسکتی ہے۔ وہی ہے جس کی امان میں آکر تم ہر قسم کی راحت اور سرور حاصل کرسکتے ہو۔ ورنہ تمہاری صحتیں، تمہاری طاقتیں، تمہاری صلاحیتیں، تمہارے ازواج و اولاد، تمہارے اموال، تمہاری جائیدادیں، تمہارے دوست احباب یا تعلق والے، تمہارے قبیلے، تمہاری اقوام، تمہاری حکومتیں، تمہاری چالاکیاں یا کسی قسم کی تدبیریں خدا کے مقابل پر تمہارے کسی کام نہیں آسکتیں اور نہ تمہیں حقیقی خوشی پہنچا سکتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑ دے گا۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد19، صفحہ22)

اس لئے اگر تم سچی خوشی اور دائمی خوش حالی اور ابدی سکون اور اطمینانِ قلب کے متمنی ہو تو اللہ کی حفاظت میں آجاؤ۔ اس کو اپنی ڈھال بنا لو۔ اس میں نہاں ہو جاؤ، یہی ہر مذہب کی بنیادی تعلیم ہے۔ تمام انبیائے کرام اسی کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے۔ چنانچہ جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہا، اللہ نے ان کی نصرت فرمائی اور ان کے دشمنوں کو ناکام و نامراد کیا۔ قرآن مجید ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔

پھر قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ ہر نیکی کی جڑ بھی ہے اور تقویٰ کی جڑ سے نشوونما پانے والے نیک اعمال ہی انسانوں کو تقویٰ کے بلند تر مراتب تک پہنچانے کا موجب بنتے ہیں۔ تقویٰ کے یقیناً بہت سے مراتب ہیں۔ انبیائے علیہم السلام اور ان کے متبعین کے تقویٰ میں بہت فرق ہوتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے زیادہ متقی تھے۔ خود آپؐ نے ایک موقعہ پر اللہ کی اس نعمت کے اظہار کے لئے فرمایا کہ میں ''اتقی'' یعنی تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہوں۔ پس تقویٰ کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے اُسوہ پر قدم مارے جائیں۔ آپؐ نے تقویٰ کی راہوں پر خود چل کر کے امت کے لئے جو نمونہ قائم فرمایا ہے وہی راہیں ہیں جن پر چلنے سے انسان تقویٰ کو پا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیت 184 جس میں مومنوں پر روزوں کو فرض قرار دیا گیا ہے اور اس کی غرض تقویٰ بتائی گئی ہے اس سے یہ بھی استنباط ہوتا ہے کہ خود روزہ بھی تقویٰ کی راہوں میں سے ایک راہ ہے اور حصولِ تقویٰ کا ایک ذریعہ ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی میں روزہ کو ڈھال قرار دیا گیا ہے۔ اور زمانے کی تکلیفوں اور ہلاکتوں سے اور خدا کے عذاب سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے یعنی اسے اپنی ڈھال بنانے اور اس کی حفظ وامان میں جگہ پانے کے لئے روزہ ایک بہت ہی اہم طریق ہے۔ روزہ سے انسان کو اپنے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے۔ روزہ کی حالت میں انسان بہت سی جائز چیزوں سے بھی باوجود سامانوں کے مہیا ہونے کے اور ضرورت کے محض اس لئے رکا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کی حالت میں ان کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ حالانکہ اگر وہ چاہے تو شدت پیاس یا بھوک کے وقت کوئی مشروب پی سکتا ہے یا دیگر کھانے پینے کی اشیاء استعمال کر سکتا ہے اور اگر اسے لوگوں کا خوف ہو تو ان کی نظروں سے چھپ کر بھی وہ ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن روزہ دار ایسا نہیں کرتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ سچا روزہ دار ریاء کے خیالات سے پاک ہوتا ہے۔ وہ خدا کی محبت میں اس کی خاطر روزہ رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میں نے جس کی خاطر روزہ رکھا ہے اس کی نظروں سے کوئی چھپ نہیں سکتا۔ اور اس کی طرف سے روزہ کی حالت میں ان باتوں کی اجازت نہیں۔ غرضیکہ روزہ دار جب ان تمام جائز اور حلال باتوں سے بھی باوجود سامانوں کے مہیا ہونے کے اور باوجود ضرورت کے اور کسی قسم کی روک کے نہ ہونے کے صرف اس لئے رکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی اجازت نہیں تو ایسے شخص سے صریح حرام اور ناجائز امور کے ارتکاب کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔

اس وقت ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ دور بہت ہی پرفتن اور پُر آشوب ہے۔ دجالیت کے عنکبوتی تاروں نے معاشرہ کو اپنے شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے۔ دہریت اور الحاد کی زہریلی ہوائیں ہر طرف چل رہی ہیں۔ قسما قسم کی فحشاء اور بدیوں اور طرح طرح کے مکروفریب نے اس خطہ زمین کا امن اٹھا دیا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ پس نفسِ امارہ کے اندرونی حملوں اور شیطان کے بیرونی مفاسد سے بچنے کی ایک اور صرف ایک ہی صورت ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہماری دستگیری فرمائے اور اپنی پناہ میں لے لے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔

اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے اس دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت گزر چکے۔ سو اپنے مولا کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر بچ سکتے ہو۔

اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گزریں گے۔ خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات ہے۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 71-72)

رمضان کا مہینہ گویا ایک تربیتی عرصہ ہے جس میں مومنوں کو یہ مشق کروائی جاتی ہے کہ وہ باوجود سامانوں کے مہیا ہونے کے اور ضرورت کے ان چیزوں سے رکتے ہیں جن سے رکے رہنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اور ان امور کو بجا لاتے ہیں جن کے کرنے کو اس نے پسند فرمایا ہے اور ان کے کرنے کا حکم دیا ہے۔

(باقی صفحہ 32)

روزوں کے فضائل و برکات

مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں روزوں کے بے شمار فضائل و برکات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے جن میں سے چند ایک یہاں بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی تمام برکتوں کو حاصل کرنے اور اُن ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے جن کے نتیجہ میں یہ برکات ملتی ہیں۔

1۔ روزے رکھنے سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔

2۔ آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

3۔ جہنّم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

4۔ شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

5۔ انسان لڑائی جھگڑے سے بچ جاتا ہے۔

6۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔

7۔ روزے کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔

8۔ روزہ ڈھال ہے۔

9۔ روزہ سابقہ گناہوں کا کفّارہ ہے۔

10۔ جنّت میں باب ریان صرف روزہ داروں کے لئے ہے۔

11۔ روزہ انسان کو جھوٹ، فریب، گالی گلوچ، غیبت اور شور وغل سے بچاتا ہے۔

12۔ ایمان و احتساب کے ساتھ روزہ رکھنا، گزشتہ گناہوں سے معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

13۔ رمضان میں شبِ قدر جس کو نصیب ہو جائے اُس کے مقدّر سنور جاتے ہیں۔

14۔ قرآن کریم کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنے کا موقع ملتا ہے۔

15۔ سخاوت کا در کھل جاتا ہے۔

16۔ غریبوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ اُمڈ آتا ہے۔

17۔ رمضان کی ہر رات نیکی کا فرشتہ نیکی کرنے پر اُبھارتا ہے

18۔ سحری کھانے کی برکتیں سمیٹنے کا موقعہ ملتا ہے۔

19۔ روزے دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے۔ دوسری جب وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا۔

20۔ روزہ شہوات نفسانیہ سے بچاتا ہے۔

21۔ جب روزہ دار کے پاس کچھ کھایا جا رہا ہو تو روزہ دار کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں۔

22۔ روزہ دار کو شب بیداری کا موقع ملتا ہے۔

23۔ اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

24۔ دعائیں قبولیت کا درجہ اختیار کر جاتی ہیں۔

25۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کا موقع ملتا ہے۔

26۔ شکر گزاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

27۔ رُشد و ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

سایہ فگن ہے سر پر رمضان کا مہینہ
اُدھڑے ہیں جو بھی بخیے، محنت سے اُن کو سینا
رحمت کے خواں اُٹھائے، آئے اُتر فرشتے
اور اِذنِ لُوٹ بھی ہے، سو لُوٹ لو خزینہ

اس سال بھی توفیق ملے روزوں کی یارب!

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ

اس سال بھی توفیق ملے روزوں کی یارب!
قرآن پڑھوں ڈوب کے اس سال بھی یارب!
خوش بختی ہماری ہے کہ پھر آیا ہے رمضان
توفیق ہو حق اس کا ادا کرنے کی رحمان
آندھی کی طرح صدقہ و خیرات کریں ہم
معمول سے بڑھ چڑھ کے عبادات کریں ہم
ہوں پیاسوں کی سیری کے لئے دید کے ساماں
اور بھوکے تو بھوکے ہیں ترے پیار کے جاناں
خود اپنی رضا جوئی کی سب راہیں سجھا دے
دل اتنا ہو شفاف ترا چہرہ دکھا دے

رمضان المبارک

مکرم عامر احمدی صاحب

ہزاروں رحمتیں لے کر مہینوں کا اِمام آیا
مبارک دوستو یارو، کہ پھر ماہِ صیام آیا
عبادت میں نکھار آیا، طبیعت میں وقار آیا
نگاہوں میں حیا آئی، دلوں میں احترام آیا
سنا ہے اِس مہینے میں بدل جاتے ہیں دل اکثر
مبارک وہ کہ جس کی خوش نصیبی پر دوام آیا

رمضان شریف کے مبارک ایام میں مالی قربانیوں کی تحریک

مکرم خالد محمود نعیم صاحب، نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

رمضان المبارک میں انفاق فی سبیل اللہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان میں تو آپؐ کی سخاوت پہلے سے بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ اور آپؐ تیز ہواؤں سے بھی زیادہ جودوسخا کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری۔کتاب بدءالوحی،حدیث نمبر5)

زکوٰۃ

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کیا کرو گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے زکوٰۃ دے۔"

(کشتی نوح۔روحانی خزائن،جلد19،صفحہ15)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زکوٰۃ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک اہم چندہ ہے جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔زکوٰۃ ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔عموماً اس کی طرف کم توجہ دی جاتی ہے۔"

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔24 اگست 2004ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 31 مارچ 2006ء کو زکوٰۃ کے بارہ میں فرمایا:

"یہ بنیادی حکم ہے۔جن پر زکوٰۃ واجب ہے اُن کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔پھر عورتوں کے زیورات ہیں اُن پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ ... یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہرحال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔"

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔21 اپریل 2006ء)

زکوٰۃ کا نصاب

زکوٰۃ ایسی جمع شدہ رقوم پر ہے جن پر ایک سال ہو جائے۔موجودہ حالات میں زکوٰۃ کا نصاب کینیڈا کے لئے 6,200 کینیڈین ڈالر ہے۔ اگر اتنی رقم یا اتنی مالیت کے زیورات یا قیمتی دھاتیں کسی کے پاس ایک سال تک رہی ہوں تو ان کی مالیت پر اڑھائی فی صد (2.5%) زکوٰۃ واجب ہے۔سونے، چاندی وغیرہ قیمتی دھاتوں اور زیورات جو عام استعمال میں نہ ہوں، پر زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔

احباب اور خاص طور پر بہنوں سے درخواست ہے کہ اگر اُن پر زکوٰۃ واجب ہے تو وہ رمضان المبارک میں اپنی زکوٰۃ ادا کردیں۔

صدقۃ الفطر

☆ فدیہ کی شرح پانچ کینیڈین ڈالر فی روزہ مقرر ہے۔

☆ کینیڈا میں فطرانہ کی شرح چار ڈالر فی کس ہے۔

☆ اسی طرح ہر کمانے والے کو کم از کم دس ڈالر فی کس عید فنڈ ادا کرنا چاہئے۔عید فنڈ بھی نماز عید سے قبل ادا کرنا چاہئے۔

یاد رہے کہ فدیہ، فطرانہ اور عید فنڈ وغیرہ کا مقصد کم وسائل والے احباب کو اشیائے خوردونوش اور اخراجات عید اور پارچات وغیرہ کی ضروریات کے لئے رقم کی فراہمی ہے۔

اس لئے فدیہ، فطرانہ اور عید فنڈ وغیرہ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔تا کہ مستحق احباب تک جلد از جلد پہنچ سکے۔

چندہ جلسہ سالانہ

بعض دوست چندہ جلسہ سالانہ ہر ماہ باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے۔ یاد رہے کہ یہ حصہ آمد یا چندہ عام ادا کرنے والوں کے لئے سالانہ آمد کا 1/120 حصہ یا ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس بابرکت مہینہ میں صدقہ و خیرات اور دیگر مالی قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔آمین

قسط پنجم

خدا کو نماز کی ضرورت نہیں ضرورت انسان کو ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ نماز کی حفاظت اِس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔وہ غَنِی عَنِ العَالَمِینَ ہے۔اس کو کسی کی حاجت نہیں۔بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اسی لئے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا سے تعلق ہو جانا حقیقی بھلائی حاصل کر لینا ہے۔ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہو جائے اور اس کی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا کر دیتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 5،صفحہ 402-403)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

آج کل تینوں قل پڑھنے کی اشد ضرورت ہے

مکرم مولانا ابوسعید صاحب، لندن

Wikipedia نے Epidemics and Pandemic وائرسز (Viruses) کی جو فہرست دی ہے وہ 250 کے قریب ہیں۔ جن میں تین وبائیں قبل مسیح سے بھی شامل ہیں۔ جن میں کروڑہا لوگ لقمۂ اجل بنے۔ ان میں ایک انفلوئنزا وائرس تھا جو انیسویں صدی کے آغاز پر حملہ آور ہوا تھا۔ جس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی متاثر ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معالج خاص حضرت حشمت اللہ پٹیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

چونکہ انفلوئنزا کی وجہ سے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اعصابی کمزوری لاحق ہوگئی تھی اس لئے صحت کی نگرانی زیادہ کرنی پڑی اور حضور کو بھی فکر رہتا تھا کہ تندرستی اور توانائی جلد واپس آ جائے تا کہ فرائض منصبی کو کما حقہ ادا فرما سکیں۔ اس لئے میرے اس لمبے قیام کے پہلے تین ماہ حضور اس جگہ تشریف لے آئے جہاں میں رہتا تھا اور اپنی ڈاک کا کام وہیں بیٹھ کر کرتے تھے اور دفتری کام اور ملاقاتیں بھی وہیں فرماتے۔ (ایاز محمود۔ طبع 2006ء، صفحہ 109)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وائرس کے حوالہ سے دو خطبات ارشاد فرمائے۔ مورخہ 21 مارچ 1919ء کو ایک خطبہ میں حضورؓ نے سورۃ الفلق کی تلاوت فرما کر تینوں قل پڑھ کر اپنے جسموں پر پھونکنے کی تلقین فرمائی تا وبائی مرض انفلوئنزا سے ہر احمدی محفوظ رہے۔ بالخصوص یورپ میں اس وبائی مرض کی تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''میں نے جو آج یہ سورۃ پڑھی ہے۔ اس کی خاص غرض ہے اور وہ یہ کہ جیسا کہ مختلف اخبارات سے معلوم ہو رہا ہے پچھلے دنوں میں جو مرض پھیلا تھا۔ وہ آج کل پھر بعض مقامات پر پھوٹ رہا ہے اور یورپ میں تو اس دفعہ قیامت کا نمونہ بنا ہوا ہے لکھا ہے کہ ہسپتال اس قدر مریضوں سے پُر ہیں کہ بہت سے مریض ہسپتالوں کے سامنے پڑے پڑے مر جاتے ہیں اور ان کے لئے علاج کرنے کا موقعہ اور ہسپتال میں داخل کرنے کے لئے جگہ نہیں مل سکتی۔ ڈاکٹر دستیاب نہیں ہوتے اور شفاخانوں میں کہہ دیا جاتا ہے کہ گنجائش نہیں ہے۔ وہاں ایسا سخت حملہ ہے کہ پہلے تو بعض مریض بچ بھی جاتے تھے۔ مگر اب شاید ہی کوئی بچتا ہے۔

ہندوستان کے بعض حصوں میں بھی یہ مرض شروع ہے۔ پنجاب میں بھی ہے۔ مگر تا حال زور اور وبائی صورت نہیں ہے۔''

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 6، صفحہ 182۔183)

حضورؓ خطبہ کے آغاز میں دیگر مذاہب اور مسلمانوں میں رائج بعض جنتر منتر اور توہمات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسلام نے بھی ایک جادو اور تعویذ بتایا ہے، لیکن اس میں اور عام لوگوں کے سمجھے ہوئے جادو میں بڑا فرق ہے۔ لوگ جو تعویذ بتاتے ہیں وہ بے معنی اور بے اثر ہوتے ہیں۔

مگر اسلام نے آفات سے بچانے کے لئے جو گُر بتایا ہے اس میں طاقت ہے کہ اگر انسان اس پر عمل کرے اور اس کی تکرار کرے تو بہت سے فتنوں سے بچ جاتا ہے۔ لوگوں کے جادو محض لکیریں اور ہندسے اور اشارات ہوتے ہیں مگر میں آج اسلام کا ایک ایسا کلمہ بتاتا ہوں جس پر عمل کرنے سے انسان بلاؤں سے بچ جاتا ہے۔''

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 6، صفحہ 179۔180)

حضورؓ نے اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور الفلق کی مختصر تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ دعا ہے جو اسلام نے ہر ایک مومن کو سکھائی ہے۔ اگر اس کا ورد کیا جائے۔ تو انسان بہت سی بلاؤں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نہیں سوتے تھے۔ جب تک کہ ان دعاؤں کو پڑھ نہ لیتے تھے۔ رسول کریم ﷺ کا قاعدہ تھا کہ آپؐ جس وقت بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق اور سورۃ الناس کو پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونکتے اور جسم پر جہاں جہاں تک ہاتھ جا سکتا تھا ہاتھ پھیر لیتے اور ایسا ہی تین دفعہ کرتے۔ اور اس کے ساتھ اور بھی بعض دعائیں ملاتے تھے اور آیت الکرسی بھی پڑھتے تھے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر باب فضل المعوذات)

یہ اس شخص کا دستور العمل تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورۃ المائدہ 5:68) اور جس کے لئے خدا کی حفاظت ہر طرف سے قائم تھی۔ اس سے خیال کر سکتے ہو کہ اور لوگوں کے لئے ایسا کرنا کس قدر ضروری ہے۔ جو لوگ یہ دعائیں پڑھتے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کو اس کی ضرورت

نہیں ہے۔ مگر وہ لوگ اس سے واقف نہیں۔ اگر جانتے تو ضرور پڑھتے، لیکن میں آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے ہمیں مصائب و آفات سے بچنے کا یہ گر بتا دیا ہے۔

اوراس سورۃ میں تمام جسمانی آفتوں کا ذکر ہے اوران سے محفوظ رہنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ روحانی آفات اور ان سے بچنے کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے۔

پس تمام ابتلاؤں سے بچنے کا گر اس سورۃ میں ہے، لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ نہ تو انسان کو بالکل ہی اسباب کو ترک کر دینا چاہئے اور نہ بالکل اسباب پر ہی گر پڑنا چاہئے۔ کیونکہ اسباب سے ہرگز ترقی نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ پر توکل نہ ہو۔ اوراس کا فضل شامل حال نہ ہو۔ یہ کلمات اسباب ترقی اور حفاظت سے منع نہیں کرتے۔ اصل بیج خیالات ہوتے ہیں۔ اگر بیج کھوکھلا ہو تو کبھی عمدہ کھاد اور اچھی زمین اس کو فائدہ نہیں دے سکتی۔ پس اسباب مہیا کرو لیکن باوجود اس کے کامیابی اس وقت ہوگی جب اللہ تعالیٰ پر توکل ہوگا اور خدا کے فضل کے جذب کرنے کے لئے دعاؤں کی بھی ضرورت ہے۔‘‘

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 6، صفحہ 182)

پھر فرمایا:

’’پچھلی دفعہ ابھی مرض یہاں آیا نہیں تھا کہ میں نے ایک خطبہ میں ہوشیار کیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس سے فائدہ نہ اٹھایا گیا۔ دیکھو خدا تعالیٰ سب کا رب ہے کیونکہ رَبِّ الْفَلَقِ ہے اس نے ہر ایک چیز پیدا کی ہوئی ہے۔ اس لئے جب تک اسی سے ہر ایک چیز کے شر سے بچنے کی التجا نہ کی جائے اور وہی ان کے شر کو نہ روک دے اور کوئی صورت محفوظ رہنے کی نہیں ہے۔ ’جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو‘ (تذکرہ، صفحہ 390) یعنی اگر تو خدا کا ہو جائے تو تمام دنیا تیری ہی خادم ہو جائے گی۔ پس اگر انسان خدا کے لئے ہو جائے اور خدا اس کا ہو جائے تو پھر تمام مخلوق اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ دنیا میں بادشاہ سے جس کا تعلق ہو اور حکمران جس پر مہربان ہو لوگ اس کی خوشامدیں کرتے اور اسے نقصان پہنچانے سے ڈرتے ہیں۔ پھر کیا اگر خدا ہمارا ہو جائے تو کوئی آفت ہمارا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

پس اگر اور لوگ بلاؤں اور آفتوں سے ہلاک ہوتے ہیں۔ تو نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ ان کو ان بلاؤں سے بچنے کا علم نہیں ہے۔ لیکن تم پر اگر مصیبت آتی ہے۔ تم اگر آفتوں میں پڑتے ہو تو یہ بات قابلِ تعجب ہے۔ کیونکہ تمہیں ان سے بچنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ کچھ مصائب اور ابتلاء تو ترقی کے لئے ہوتے ہیں۔ جن سے گزرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ مگر الٰہی سلسلوں کے لئے وبائیں نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ طاعون احمدیوں میں وباء کے طور پر نہیں آئے گی۔ (کشتی نوح) مختلف شکلوں میں فرداً فرداً تکلیفیں آتی ہیں۔ مگر ایسی مصیبت جو تباہ کن ہو خدا کی پیاری جماعت کو نہیں آیا کرتی چونکہ تم خدا کی راہ میں قدم مار رہے ہو اور اس کے دین کی اعانت کر رہے ہو۔ اس لئے تم یہ مت خیال کرو کہ تم بے بس اور بے کس ہو۔ اگر تمہارے ساتھ خدا ہے تو کوئی چیز تمہیں گزند نہیں پہنچا سکتی۔ مگر اپنی حالت کو درست کرو۔ تمہیں سامانوں سے منع نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس سے روکا جاتا ہے کہ بالکل سامانوں پر ہی نہ گر پڑو۔

جب مصائب عام ہوں تو ان کے دور ہونے کے لئے دعائیں بھی عام ہی ہوتی ہیں۔ ہاں ایسے وقت میں ہوشیار سب کو کر دیا جاتا ہے۔ اور ہلاکتوں سے وہی بچائے جاتے ہیں جو ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ پس اس وقت ہر ایک کو تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ بہت لوگ مایوسی کے سبب سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ مگر تم وہ ہو جنہوں نے خدا کے فضل کے دامن کو پکڑا ہے۔ اس لئے تمہارے لئے کوئی مایوسی نہیں ہے۔ اگر تم پر خدانخواستہ کوئی مشکل آئے تو مت یقین کرو کہ وہ تمہیں تباہ کرے گی کیونکہ تمہارا اس خدا سے تعلق ہے جو واقعی تمام ہلاکتوں سے بچا سکتا ہے۔ مایوسی تو ایسی بری چیز ہے کہ انسان کو کافر بنا دیتی ہے، جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ o (سورۃ یوسف 12: 88) اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔ پس مایوسی ایسی چیز ہے کہ ایمان گھٹتے گھٹتے کفر کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے تم کسی وقت میں اپنے آپ کو مایوس نہ ہونے دو اور خدا پر توکل رکھو۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا یقین اور اس کے فنا کا خوف ہو اور پھر دعاؤں پر زور دو جب یہ بات انسان میں پیدا ہو جائے تو پھر کوئی ہلاکت اس پر اثر نہیں کر سکتی۔ یہ دعائیں ہیں جن کو استعمال کرو۔ ان کے ساتھ وہ دعائیں بھی ہیں۔ جو حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں۔‘‘ (خطباتِ محمودؓ۔ جلد 6، صفحہ 183-184)

آج کل خاص طور پر جب کہ COVID-19 کی تیسری لہر بڑی شد و مد سے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے ہمیں اس عمل کو دہرانے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر احمدی کو اس مہلک وبا سے محفوظ کر کے اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔ آمین

گناہ سے پاک ہونے کا بہترین موقع

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان کے مہینے میں حالتِ ایمان میں ثواب اور اخلاص سے عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اُس کی ماں نے اُسے جنا۔

(سنن نسائی۔ کتاب الصوم)

کووڈ۔19 اور اولوالامر کی اطاعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے وہ لوگو جو اللہ پر ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔

(سورۃ النساء 4 : 60)

اس آیت کریمہ میں جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا ذکر فرمایا ہے وہاں اولوالامر یعنی بلا قید مذہب وملت کے حکام بالا کی اطاعت کی بھی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ترجمہ فرمایا ہے کہ ان کا حکم مانو جو تم میں سے حکومت والے ہوں۔

آج کل COVID-19 کے دوران اولوالامر کی اطاعت کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے اور ہم میں ہر ایک کو حکومتی نمائندوں کے ساتھ پورا تعاون کرنے کی ضرورت ہے۔ آج جس طرح COVID-19 کی تیسری لہر نے ساری دنیا میں تشویش پیدا کر دی ہے۔ ان حالات میں اپنے آپ کو بھی بچنے اور بچانے کے علاوہ دوسروں کو بھی بچانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ

(سورۃ البقرۃ 2:196)

اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔

ہم میں سے ہر ایک کو مکمل (SOPs) (Standard Operating Procedures) پر عمل کرنا چاہئے۔ گھروں میں 6 سے زائد افراد اکٹھے نہ ہوں۔ مارکیٹوں، اسٹیشنوں، بس سٹاپ اور دیگر مجمع والی جگہوں پر جانے سے پرہیز کریں۔ اگر اشد ضرورت کے تحت جانے کی ضرورت بھی محسوس ہو تو مکمل SOPs استعمال کریں۔ کم از کم 6 فٹ کا فاصلہ رکھیں۔ ماسک کا استعمال کریں۔ ہاتھ بار بار Sanitize کریں یا صابن سے دھوئیں۔ Vicks ناک پر بار بار لگائیں۔ مصافحہ اور معانقہ سے پرہیز کریں۔ اس کے علاوہ جو بھی گورنمنٹ نے اصول وضع کئے ہیں ان پر باقاعدگی سے عمل کریں۔ اس ضمن میں حکومت کی تمام ہدایات آپ کے اپنے فائدے اور بھلے کے لئے ہیں۔

یہ ایک ایسا وائرس ہے جو سماجی فاصلہ (Social distance) قائم نہ رکھنے اور چھونے سے لاحق ہوتا ہے۔ اگر کوئی اس بیماری میں مبتلا ہو تو وہ اپنے آپ کو گھر میں قرنطینہ کرے اور میل ملاقات سے پرہیز کرے نیز اگر کوئی اس بیماری میں مبتلا ہو جائے تو وہ اسے چھپانے کی بجائے فوری ڈاکٹر سے رابطہ کرے۔

آخری لیکن سب سے اہم بات تو دعا ہے جو ایک احمدی کا طرہ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وائرس کو جلد ختم کرے اور ہر ایک کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ جو بیمار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل لندن آن لائن 19 دسمبر 2020ء)

کبھی دیر نہ کرنا

مکرم قریشی داؤد احمد ساجؔد صاحب

اٹھو نیکی کمانے میں کبھی دیر نہ کرنا
جفائیں بھول جانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
مریض لا دوا کو رات کا گریہ شفا دے گا
یہ نسخہ آزمانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
تمہیں شامل کرے گا ایک دن وہ سر بلندوں میں
مگر سر کو جھکانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
تمہارے واسطے جلدی کھلے یا دیر سے وہ در
اسے تم کھٹکھٹانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
وہ مالک ہے دعا سن لے گا تیری جب وہ چاہے گا
مگر تو ہاتھ اٹھانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
میں خالی ہاتھ تیرے در پہ یا رب آن بیٹھا ہوں
میری بگڑی بنانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
میرے پھیلے ہوئے ہاتھوں کی رکھ لے لاج اے مولا
خدارا! مان جانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
میرے سجدے میری بخشش کا باعث بن نہیں سکتے
تو مجھ پہ رحم کھانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
تیرے کن کی تمنا دل میں لے کر جی رہے ہیں ہم
تو ہونٹوں کو ہلانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
تیرے فضلوں کی بارش کی تمنا کرتا ہے ساجؔد
گھٹائیں لے کے آنے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا

(روزنامہ الفضل لندن آن لائن 23 اپریل 2020ء)

اے لوگو! یہ دنیا رختِ سفر باندھ چکی ہے اور آخرت بھی آنے کے لئے تیاری پکڑ چکی ہے

مکرم خالد محمود شرما صاحب، مسس ساگا

آپ گزشتہ سال دسمبر 2020ء کے مہینہ کے اخبارات، رسائل و جرائد اٹھا کر دیکھ لیجیے کہ کس طرح ہمارے مصنفین اور کالم نگاروں نے بیچارے سال 2020ء کو بہت کوسا اور برا بھلا کہا ہے۔ ٹائم میگزین نے تو سرورق پر 2020ء لکھ کر درج ذیل سرخی بھی چسپاں کر دی:

The Worst Year Ever

خیر! یہ تو دنیاداروں کا تبصرہ تھا مگر ایک مومن تو جس حال میں بھی خدا اس کو رکھے راضی برضا رہتا ہے۔ سالوں کے یوں تیزی سے ہاتھوں سے نکلے جانے پر محسوس ہوتا ہے کہ نہ جانے ان ہاتھوں میں کچھ تھا بھی یا نہیں؟ اور اپنی زندگی کے گزرے ہوئے سال چند دنوں جیسے محسوس ہو رہے ہیں۔ اس سوچ کے آتے ہی فوراً میرا ذہن قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ کی وہ آیت جس میں رمضان المبارک کے ضمن میں آتا ہے کہ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ یعنی گنتی کے چند دن ہی تو ہیں، کی طرف گیا۔ اگرچہ یہ رمضان المبارک کے مہینہ کے لئے آیا ہے مگر غور کیا جائے تو ہم اپنی ساری زندگی کا یہ عنوان باندھ سکتے ہیں۔ اب جب ہم پر یہ حقیقت آشکار ہوگئی ہے کہ ہماری یہ زندگی گنتی کے چند دن ہی تو ہیں تو کیوں نہ ہم اپنے بقیہ چند دن اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے خوب زور لگائیں، محنتیں کرلیں اور اپنی گزشتہ کوتاہیوں سے استغفار کرتے ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے اپنی باقی ماندہ زندگی میں اعمال صالحہ بجالانے کا مصمم ارادہ باندھیں۔

ایک طالب علم کا امتحان اور ہمارے لئے سبق

مگر المیہ یہ ہے کہ ہر نئے آنے والے سال میں ایسے کتنے ہی ہم نے ارادے بنائے اور پھر انسانی کمزوری غالب آئی اور پھر ہم دوبارہ انہی غفلتوں میں کھوئے گئے۔ یہاں پر مجھے وہ اپنا طالب علم بیٹا یاد آ گیا کہ جب بھی اس کا اسکول کے امتحان کا نتیجہ خراب آتا ہے تو بہت توبہ کرتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ اگلے سیمسٹر میں شروع سال سے ہی محنت کرے گا۔ بس کسی طرح ابو اس دفعہ راضی ہوجائیں۔ مگر پھر کیا نیا سال آتے ہی دوبارہ پھر پرانی ڈگر پر چل پڑتا ہے۔ پھر ہلکی سی سرزنش پر سنبھل جاتا ہے۔ اسکول والے تو اپنے مارکس اور گریڈ کو بہتر بنانے کا موقع بھی دے دیتے ہیں۔ ایسا واقعہ جب بھی میرے ساتھ گزرتا ہے تو مجھے اپنی فکر لاحق ہوجاتی ہے کہ میں بھی تو ہر سال اپنے خدا سے عہدوپیمان باندھتا ہوں مگر پھر دوبارہ انہی غفلتوں میں کھو جاتا ہوں:

قرآن کریم ان حالات کا نقشہ سورۃ الفاطر میں کچھ یوں کھینچتا ہے:

”اور وہ اس میں چیخ رہے ہوں گے۔ اے ہمارے رب! ہمیں نکال لے ہم نیک اعمال بجالائیں گے جو ان سے مختلف ہوں گے جو ہم کیا کرتے تھے۔ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں کوئی نصیحت پکڑنے والا نصیحت پکڑ سکے؟ نیز تمہارے پاس ایک ڈرانے والا بھی آیا تھا۔ پس چکھو (اپنے ظلم کا بدلہ) اور ظلم کرنے والوں کے حق میں کوئی مددگار نہیں۔“ (سورۃ الفاطر 38:35)

یہاں قیامت کے دن خدا تعالیٰ کا جواب کیسا برحق ہے کہ تم وہی تو ہو جسے ہم نے لمبی عمر دی اور ہر دن اور سال تم پر جو آیا وہ تمہارے لئے مہلت لے کر آیا کہ اپنی غلطیوں کو سدھارتے اور خدا کی طرف رجوع کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومنون میں فرمایا:

”یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجاتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے لوٹا دیجیے۔ شاید کہ میں اچھے کام کروں اس (دنیا) میں جسے چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو محض ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے۔ اور ان کے پیچھے ایک روک حائل رہے گی اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔“

(سورۃ المومنون 101-100:23)

خدا فرمائے گا کہ تم وہی تو ہو جو پہلے بھی ایسی باتیں کرتے تھے۔ آج اگر ہم عذاب ٹال دیں اور تمہیں واپس لوٹا دیں تو ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ تم پھر دوبارہ وہی حرکتیں کروگے جو اس سے پہلے کرتے آئے ہو۔ جب امتحان کا وقت ختم ہوجائے اور نتیجہ سننے کا وقت ہو تو ایسی فریاد ہرگز قابلِ قبول نہیں۔

چنانچہ غفلتوں میں گزرتا ہوا وقت انسان کو بظاہر ایک لامتناہی زندگی کا سفر معلوم ہوتا ہے لیکن جب موت کے کنارہ پر پہنچتا ہے تو بے اختیار اس کے دل سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ۔ گنتی کے چند دن ہی تو تھے جو گزر گئے اور ضائع ہوگئے۔

انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو ہم سب کو اس طالب علم کو دیکھ کر جس کے امتحان کا پرچہ خراب ہوا اپنی فکر کرنی چاہئے۔ مجھے تو اپنے سارے پرچے خراب

دکھائی دے رہے ہیں۔نماز کا بھی،قرآن کا بھی، اہل وعیال کے حقوق کا بھی،حقوق اللہ وحقوق العباد کا بھی،والدین کے حقوق کا بھی، اعمال کا بھی اور خدمت دِین کا بھی۔مگر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ سورۃ یوسف میں فرماتا ہے:

''اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔یقیناً اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا مگر کافر لوگ۔

(سورۃ یوسف 88:12)

اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ ہمارا نصاب بڑا ہی مشکل اور ممتحن بڑا سخت بھی ہے۔وہ شدید العقاب ہے۔ نقل کا وہاں کوئی موقع میسر نہیں ہے اور انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ النجم میں فرماتا ہے۔

''اور یہ کہ انسان کے لئے اس کے سوا کچھ نہیں جو اس نے کوشش کی ہو۔'' (سورۃ النجم 40:53)

آسان حساب

وہ کون سے خوش نصیب خدا کے بندے ہوں گے جن کا حساب آسان لیا جائے گا؟ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ سورۃ الانشقاق میں فرماتا ہے:

''اے انسان! تجھے ضرور اپنے رب کی طرف سخت مشقت کرنے والا بننا ہوگا۔پس (بہرحال) تو اسے روبرو ملنے والا ہے۔پس وہ جسے اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو یقیناً اس کا آسان حساب لیا جائے گا۔'' (سورۃ الانشقاق 84:7-9)

ہم تو خدا تعالیٰ سے اس کی رحمت کی یہ امید لگائے بیٹھے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا ہمیں ان لوگوں میں شمار کرے جن کا آسان حساب لیا جائے گا۔

ایک دفعہ خاکسار اپنی فیملی کے ساتھ کینیڈا سے امریکہ جا رہا تھا۔کچھ پاکستانی مہمان بھی ہمراہ تھے۔وہاں کچھ ایسا ہی نظارہ دیکھنے کو ملا۔جب ہم امریکہ کی سرحد پر پہنچے تو امیگریشن آفیسر نے ہمارے کینیڈین پاسپورٹ سرسری دیکھ کر معمول کی کارروائی کے بعد ہمیں واپس لوٹا دیئے اور امریکہ داخلہ کی اجازت دے دی۔مگر ہمارے پاکستان سے آئے ہوئے مہمانوں کے پاسپورٹ اچھی طرح چھان بین کرنے کے لئے نہ صرف رکھ لئے بلکہ علیحدہ کمرہ میں لے جا کر انٹرویو بھی لیا۔تو یہ بھی ایک طرح کا حساب ہی تو تھا۔ایک سرسری اور آسان اور دوسرا مشکل۔کسی ملک کی سرحد بھی کوئی بغیر حساب کے عبور نہیں کر سکتا۔

خدا تعالیٰ کے حساب میں بھی سارے نیک اور بد شامل ہوں گے۔کسی کا حساب آسان ہوگا اور کسی کا مشکل۔

جیسا کہ جمعہ کی نماز میں اکثر تلاوت کی جانے والی سورۃ الغاشیہ میں بیان ہے:

''یقیناً ہماری طرف ہی ان کا لوٹنا ہے۔پھر یقیناً ہم پر ہی ان کا حساب ہے۔'' (سورۃ الغاشیہ 88:26،27)

ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد ﷺ خود بھی تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرا حساب آسان کر دے۔اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ متعجب رہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے آسان حساب کی کیوں باتیں کرتے ہیں۔آپؐ تو بے حساب بخشے جانے والے وجود ہیں۔چنانچہ مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث ہے کہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بعض نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔

اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَاباً یَسِیْراً

اے میرے اللہ! مجھ سے آسان حساب کرنا۔تو میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی حِسَاباً یَسِیْراً سے کیا مراد ہے۔آپؐ نے فرمایا جس کا اعمال نامہ سرسری نظر سے دیکھا گیا۔کیونکہ اے عائشہ! اس دن جس کے حساب میں پوچھ گچھ کی جائے گی وہ تو ہلاک ہو جائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل)

عمل کا گھر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز،ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی اس قدر فکر تھی کہ وہ صرف دنیاداری میں مبتلا نہ ہو جائے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اپنی امت کے بارہ میں جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میری امت خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائے گی۔ اور دنیاوی توقعات کے لمبے چوڑے منصوبے بنانے میں لگ جائے گی۔تو اس خواہش نفس کی پیروی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حق سے دور جا پڑے گی۔ اور دنیاسازی کے منصوبے آخرت سے غافل کر دیں گے۔اے لوگو! یہ دنیا رختِ سفر باندھ چکی ہے اور جا رہی ہے اور آخرت بھی آنے کے لئے تیاری پکڑ چکی ہے۔اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ غلام اور بندے ہیں۔پس اگر تم میں استطاعت ہو کہ دنیا کے بندے نہ بنو تو ضرور ایسا کرو۔تم اس وقت عمل کے گھر میں ہو اور ابھی حساب کا وقت نہیں آیا مگر کل تم آخرت کے گھر میں ہوگے اور وہاں کوئی عمل نہیں ہوگا۔

یہ تنبیہہ کی ہے۔یہ مطلب نہیں کہ اگر استطاعت ہے تم دنیا کے بندے بن جاؤ۔یہ ایک وارننگ ہے کہ تم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ دنیاداری کے دھندوں میں خدا کو بھول جاؤ۔اگر خدا کو بھول گئے تو اس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی یہاں نہیں ملے گی تو اگلے جہان میں ملے گی۔سوچو اور غور کرو کیا تم خدا تعالیٰ کی سزا کو سہہ سکتے ہو۔یقیناً ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا۔

(باقی صفحہ 32)

شکر الحمدللہ

مکرم عطاء القدوس صاحب، لندن انٹاریو

شکر اس کیفیت کا نام ہے جو نعمت کے عطا ہونے پر پیدا ہوتی ہے۔ شکر ادا کرنے کی کوئی وجہ نہیں ڈھونڈنی چاہئے بلکہ اس کی عادت ڈالنی چاہئے کیونکہ شکر ادا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ بہت محبت کرتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق شکر ادا کرنے والوں میں بیماریاں کم ہوتیں ہیں ان لوگوں کی نسبت جو شکر ادا نہیں کرتے۔ شکر ایک ایسی نعمت ہے جو انسانی اعصاب پر مثبت اثر ڈالتی ہے۔ دل و دماغ پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہے۔ حسد اور جلن کے منفی خیالات سے نجات دلاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔“

(سورۃ البقرۃ 153:2)

پھر فرمایا:

” اور جب تمہارے رب نے یہ اعلان کیا کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔“

(سورۃ ابراہیم 8:14)

پھر فرمایا ہے کہ: ” پس جو کچھ تمہیں اللہ نے رزق عطا کیا ہے اس میں سے حلال اور (طیّب) کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔“

(سورۃ النحل 115:16)

سورۃ لقمان میں جو نصائح حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی ہیں ان میں ایک شکر ادا کرنے کی نصیحت بھی ہے۔

”اسے ہم نے تاکیدی نصیحت کی کہ میرا شکر ادا کر۔“

(سورۃ لقمان 15:31)

سورۃ النمل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”اور جو بھی شکر کرتا ہے تو اپنے نفس کے فائدہ کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب اس سے مستغنی اور صاحب اکرام ہے۔“ (سورۃ النمل 41:27)

” اور اللہ ایک ایسی بستی کی مثال بیان کرتا ہے جو بڑی پر امن اور مطمئن تھی۔ اس کے پاس ہر طرف سے اس کا رزق بافراغت آتا تھا پھر اس (کے مکینوں) نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے انہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا ان کاموں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔“

(سورۃ النحل 113:16)

ایک پڑھی لکھی بات ہے کہ شکر ادا کرنے کے نتیجہ میں نعمتوں میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور دل جذبات تشکر سے بھر جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بندے اور اللہ کی محبت بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

قرآن مجید نے تین طریقے شکر ادا کرنے کے بیان فرمائے ہیں۔

1۔ دل سے شکر ادا کرنا۔

2۔ زبان سے شکر ادا کرنا۔

3۔ اپنے عمل سے شکر ادا کرنا۔

سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہم پر ہیں (ہر کوئی اپنا جائزہ لے سکتا ہے) اگر انسان تمام جدید ذرائع کو بھی بروئے کار لا کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہے تو بھی یہ تمام کوششیں بے نتیجہ ثابت ہوں گی۔ سورۃ ابراہیم میں مذکور ہے کہ:

”اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو کبھی ان کا شمار نہ کرسکوگے۔“

(سورۃ ابراہیم 35:14)

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اللہ کی نعمتیں کھا کھا کر دانت ٹوٹ گئے ہیں مگر زبان ہے کہ ناشکری سے باز نہیں آتی۔

اگر ہم سیرت طیبہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر ڈالیں تو شکر گزاری کی اعلیٰ مثالیں ملتی ہیں۔ ذکر ملتا ہے کہ عبادت کرنے کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک متورم ہوگئے جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ کی یہ حالت دیکھ کر عرض کی کہ آپؐ کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا وعدہ فرما دیا ہے پھر بھی آپؐ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں اس پر آپؐ نے فرمایا:

”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگنے کی نصیحت فرمائی۔

” اے اللہ! تو اپنے ذکر اپنے شکر اور اچھے طریقہ سے اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔“

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الوتر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(سنن ابی داؤد۔ جلد سوئم، کتاب الادب)

شکر ادا کرنے کے بہت سے طریق ہیں جو ہر انسان اپنا سکتا ہے سوائے اس شخص کے جو مال و دولت میں دنیا کی چیزوں اور نعمتوں کے لحاظ سے اپنے سے اوپر والے کو دیکھتا ہے اور دل و دماغ میں ایک فہرست بناتا رہتا ہے کہ فلاں کے پاس زبردست رہائش گاہ ہے جب کہ میرے پاس نہیں ہے۔ فلاں کے پاس شاندار گاڑی ہے مگر میرے پاس نہیں۔ اس طرح ان دنیاوی چیزوں کے تانے بانے میں الجھا رہتا ہے اور اسے شکر کے کلمات ادا کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی کی ہے اور فرمایا ہے:

کہ دنیا کے بارہ میں اپنے سے کم تر کو دیکھو اور دین کے معاملے میں اپنے سے بلند تر کو دیکھو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ سجدہ کی حالت میں تھے۔ آپؐ نے لمبا سجدہ کیا جب آپؐ سجدہ سے اٹھے تو فرمایا: جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص آپؐ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص آپؐ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی بھیجوں گا۔ اس انعام کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے لمبا سجدہ کیا۔ (مسند احمد۔ صحیح الترغیب)

شکر گزاری کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں جو بڑے عجیب ہونے کے ساتھ ساتھ سبق آموز بھی ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی گلستان میں ایک روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی زمانہ کے ناموافق حالات کی شکایت نہیں کی۔ نہ کبھی تکلیفوں پر اظہار ناگواری کیا جس حال میں رہا خوش رہا، اور خدا کا شکر ادا کرتا رہا کہ کہیں اس سے بھی زیادہ پریشانی میں نہ مبتلا ہو جاؤں۔ خدا نے جس حال میں رکھا اس پر صبر و شکر کیا۔ لیکن جس وقت میرے پاؤں ننگے تھے، جوتا بھی میسر نہ تھا میں پریشان اور ننگے پاؤں دمشق کی جامع مسجد پہنچا۔ وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے دونوں پاؤں ہی نہیں تھے۔ اس کو دیکھ کر میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اپنے ننگے پاؤں پر صبر و شکر کیا۔

آئیے ہم اپنی روزمرہ کی عملی زندگی کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ کس کس طرح ہم اللہ، رب العزت کا شکر ادا کر سکتے ہیں، یوں تو ایک نامکمل ہونے والی فہرست ہے۔ مگر توجہ دلانے کی غرض سے کچھ نکات کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ جس جس طرح آپ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات کو ذہن میں لاتے جائیں گے تو شکر کے جذبات سے دل اور دماغ سجدہ ریز ہو جائیں گے۔

☆ اگر آپ صحت مند ہیں اور ہر قسم کی وبائی اور مہلک بیماری سے بچے ہوئے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کو راہ راست یعنی دین اسلام اور حقیقی اسلام یعنی احمدیت پر قائم رکھا ہوا ہے۔ اور ایمان کی دولت سے نوازا ہوا ہے۔ تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو نماز پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو روزانہ تلاوت قرآن کی توفیق مل رہی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ جھوٹ نہیں بولتے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ معاشرے میں ایک عزت دار شخص کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ علم و ہنر جانتے ہیں یا کاروبار کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہوا ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ ایک با اخلاق انسان ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

ہمیں اس حوالہ سے بھی شکر ادا کرنا چاہئے کہ خلافت کا بابرکت نظام ہمارے پاس موجود ہے۔ خلافت ایک مجسم برکت ہے۔ اس کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ جو اس بابرکت نظام سے محروم ہیں اُن کی حالت آپ کے سامنے ہے۔

☆ اگر آپ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سن کر عمل کرنے کی توفیق مل رہی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ حسد، بغض، غیبت، چغل خوری جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا نہیں ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ متکبر نہیں ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ بدتمیز اور بدتہذیب نہیں ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ حقیقی روح کے ساتھ زکوٰۃ، چندے دے رہے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ غرباء کی مدد (خواہ مالی ہو یا اخلاقی) کرتے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کے والدین (والد یا والدہ میں سے کوئی ایک بھی، یا دونوں) حیات ہیں اور آپ کو ان کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے اور وہ آپ سے خوش ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کی اولاد آپ کی مطیع ہے، فرمانبردار ہے اور ادب و احترام سے آپ سے پیش آتی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہیں کرتے اور اسے ہر طاقت کا سرچشمہ مانتے ہیں اور اس کی رضا پر راضی ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو دعا کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے تو شکر الحمد

للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کے ہمسائے آپ سے خوش ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو حج اور عمرہ کی سعادت مل چکی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو قادیان دارالامان جانے کی سعادت مل چکی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف مل چکا ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ آپ کے پاس جو بھی علم ہے اس پر اگر عمل کرنے کی توفیق مل رہی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ ایک پُر امن جگہ پر رہائش پذیر ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ ایک لالچی انسان نہیں ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کے تعلقات اپنے ماتحتوں، رشتہ داروں اور اہل وعیال کے ساتھ اچھے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ مقروض نہیں ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کی کسی سے دشمنی نہیں ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عملی اطاعت کرنے کے راستہ پر گامزن ہیں اور کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو اپنی زبان پر کنٹرول ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو روزانہ درود شریف کا ورد کرنے اور استغفار کرنے کی توفیق مل رہی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کا کسی سے جائیداد کا جھگڑا نہیں ہے (خواہ سگے بہن بھائی ہوں یا دیگر) تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ مثبت سوچ کے حامل ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو شکوے شکایت نہ کرنے کی عادت ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ زندگی کے کسی امتحان میں ناکام ہوجاتے ہیں اور دلبرداشتہ نہیں ہوتے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ ایک جذباتی انسان نہیں ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔ کیونکہ جذبات میں کئے گئے اکثر فیصلے غلط ہوتے ہیں۔

☆ اگر آپ پڑھنا لکھنا جانتے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ سوشل میڈیا کا مثبت استعمال کرتے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ فضول خرچ نہیں ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کی اپنی ذاتی سواری ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ پر کوئی ابتلا آئے یا کسی آزمائش سے آپ کو گزرنا پڑے اور اس کو اللہ کی رضا سمجھ کر راضی رہیں تو اس پر بھی آپ شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ بد رسومات سے بکلی اجتناب کرنے کی کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ متمول ہیں یعنی مال دار آدمی ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کے در پر کوئی مدد کے لئے آئے اور آپ حسب توفیق اس کی مدد کر دیتے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ سے سرشار ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ ایک ایماندار انسان ہیں تو اس پر بھی شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ ایک بہادر انسان ہیں تو اس پر بھی شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ حافظِ قرآن ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کے دل میں کسی کے لئے بغض اور کینہ اور نفرت نہیں ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو کسی طور پر بھی جماعت کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ بلا امتیازِ مذہب و ملت رنگ و نسل انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ صلح جُو ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو پُرسکون نیند آتی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کسی کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ نہیں بن رہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ کو نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی توفیق مل رہی ہے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ ملکی قوانین کو فرض سمجھتے ہوئے ذمہ دار شہری کا کردار ادا کر رہے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ غیر مہذب اور فضول مجالس کا حصہ نہیں بنتے تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ تقویٰ کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ موصی ہیں تو شکر الحمد للہ کہیں۔

☆ اگر آپ شکر الحمد للہ کے حقیقی مفہوم کو سمجھ کر شکر الحمد للہ کہہ رہے ہیں تو ایک مرتبہ پھر شکر الحمد للہ کہیں۔

لکھنے کو تو اور بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر مختصر کرنے کی غرض سے آخر میں قارئین کرام سے صرف یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شکر الحمد للہ کہ اس مضمون کو صرف پڑھنے کی حد تک نہیں بلکہ عملی طور پر اپنی زندگی کا حصہ بناتے ہوئے عادت کے طور پر اپنا لیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر جس نے خاکسار کو یہ مضمون لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ شکر الحمد للہ ثم الحمد للہ

عیسائیت میں مشرکانہ عقائد اور رسوم کا رواج

مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب، ریجائنا

حضرت عیسٰی علیہ السلام خدا کے پاک نبی اور مسیح تھے جو پیش گوئیوں کے مطابق اپنے وقت میں یہودیوں میں نازل ہوئے لیکن بعد میں آپؑ کے ماننے والوں نے آپؑ کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ لیکن انسان کو الوہیت کے مقام تک پہنچانا اس سے بہت پہلے شروع ہو چکا تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مثلاً ایک شخص رام چندر اور کرشن جی کا پوجا کرنے والا اور ان کو خدا ٹھہرانے والا اس بات سے تو کبھی باز نہیں آئے گا۔ کہ وہ رام چندر اور کرشن جی کو انسان محض قرار دے بلکہ بار بار اسی بات پر زور دے گا کہ ان دونوں بزرگوں میں پرم آتما کی جوت تھی اور وہ باوجود انسان ہونے کے خدا بھی تھے اور اپنے اندر ایک جہت مخلوقیت کی رکھتے تھے اور ایک جہت خالقیت کی اور مخلوقیت ان کی حادث تھی اور ایسا ہی مخلوقیت کے عوارض بھی یعنی مرنا اور دکھ اٹھانا کھانا پینا سب حادث تھے۔ ...

دنیا میں خدائی کی پہلے پہل بنا ڈالنے والے یہی دونوں بزرگ ہیں چھوٹے چھوٹے خداؤں کے مورثِ اعلیٰ اور ابن مریمؑ وغیرہ تو پیچھے سے نکلے اور ان کی شاخیں ہیں اور عیسائی مسیح کے خدا بنانے میں انہیں لوگوں کے نقشِ قدم پر چلے ہیں جنہوں نے ان مہاتماؤں کو خدا بنایا جیسا کہ قرآن کریم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے، دیکھو آیت:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ○

(سورالتوبہ 9 آیت۔30)

یعنی یہود نے کہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ سب ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ لوگ ان لوگوں کی ریس کرتے ہیں جو ان سے پہلے انسانوں کو خدا بنا کر کافر ہو گئے۔ خدا کے ماروں نے کہاں سے کہاں پلٹا کھایا۔

سو یہ آیت صریح ہندوؤں اور یونانیوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور بتلا رہی ہے جو پہلے انسانوں کو انہی لوگوں نے خدا قرار دیا۔ پھر عیسائیوں کی بد قسمتی سے یہ اصول ان تک پہنچ گئے۔ تب انہوں نے کہا کہ ہم ان قوموں سے کیوں پیچھے رہیں اور ان کی بدبختی سے توریت میں پہلے سے یہ محاورہ تھا کہ انسانوں کو بعض مقامات میں خدا کے بیٹے قرار دیا تھا بلکہ خدا کی بیٹیاں بھی بلکہ بعض گزشتہ لوگوں کو خدا بھی کہا گیا تھا۔“

(نورالقرآن۔نمبر1، روحانی خزائن، جلد9، صفحہ361-362)

جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوئے تو دنیا بت پرستی اور شرک کا گہوارہ تھی۔ خاص طور سے رومی دنیا میں مختلف بتوں کی پوجا کی جاتی تھی اور چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے خدا کی وحدانیت پیش کی۔ لیکن حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد عیسائیت میں رومی، یونانی اور ہندوانہ پرانے مشرکانہ رسوم و رواج داخل ہو گئے۔ یہاں تک کہ عیسائیت اور روم اور مصر کے مشرکانہ عقائد میں فرق کرنا مشکل ہو گیا۔ بت پرستوں کے یہ مشرکانہ عقائد عیسائیت میں اس قدر پھیلے کہ جب 1519-1521ء میں میکسیکو کے فاتح Hernan Cortez نے میکسیکو فتح کیا تو اس نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ شیطان نے میکسیکو کے لوگوں کو وہی تعلیمات سکھا دی تھیں جو خدا نے عیسائیوں کو سکھائیں۔ عیسائیت میں یہ مشرکانہ عقائد اور رسومات کیسے اور کیوں کر داخل ہوئیں اس کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائیت کے شروع کے زمانہ میں مختلف پاپائے روم ان عقائد اور رسومات کو عیسائیت میں شامل کرنے کا باعث بنے۔ چنانچہ پوپ آگسٹین (Augustine) کا کہنا ہے:

جو کچھ اب عیسائی مذہب کہلاتا ہے قدیم لوگوں میں اس وقت سے موجود تھا جب سے نسلِ انسانی پیدا ہوئی ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آنے کے بعد سے اس سچے مذہب کو جو کہ پہلے سے موجود تھا عیسائیت کا نام دے دیا گیا۔

(St. Augustine, Retractions)

آگسٹین نے عیسائیت کے نظریہ کی تعلیم اُس وقت کے ایک مشہور مشرک فلسفی Plotinus سے پائی تھی جس نے اس کے دماغ میں یونانی مظاہر پرستوں کے معبودوں کی عظمت بٹھا دی۔

عیسائیت نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا کے بیٹے کے طور پر پیش کیا ہے جو ایک کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا جس نے انسانیت کے گناہوں کے کفارے کے لئے اپنی جان پیش کی اور دوبارہ زندہ ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ پر بیٹھا۔ آپؑ کی ولادت کے کچھ عرصہ بعد ”مشرق سے مجوسی“ آپؑ کی تعظیم اور سجدہ کے لئے بیت اللحم آئے۔ یہ مجوسی

ایک ستارے کا تعاقب کرتے کرتے سرزمینِ مقدسہ آئے تھے۔ جب ہیروڈ (Herod) کو یہ علم ہوا کہ یہودیوں کے بادشاہ کا جنم ہوا ہے تو اس نے بیت اللحم اور اس کے گردونواح کے علاقوں میں دو سال سے کم عمر کے تمام لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ اس پر یوسف آپؑ کو حضرت مریم علیہا السلام کے ہمراہ مصر لے گیا۔ اس کے بعد آپؑ کی زندگی کے بڑے حصے کے حالات معلوم نہیں ہیں۔ آپؑ عیدِ فصح منانے کے لئے ایک گدھے پر سوار یروشلم میں داخل ہوئے تو لوگوں کا ایک ہجوم آپؑ کے استقبال کے لئے اکٹھا ہو گیا۔ بعد ازاں آپؑ نے روٹی اور شراب لی اور کہا یہ میرا بدن ہے اور یہ میرا خون ہے جو تمہارے گناہوں کی معافی کے لئے بہایا جائے گا۔ آپؑ کے بارہ میں مشہور ہے کہ آپؑ نے کئی اعجازات دکھائے جن میں بیماروں کو شفا دینا، پانیوں پر چلنا، پانی کو مے میں بدلنا اور کئی اشخاص کو موت کے بعد زندہ کرنا شامل ہے۔ مسیحی آپؑ کو آقا، خداوند، یہودیوں کا بادشاہ، خدا کا کلمہ، ہمارا خداوند، ابنِ خدا اور عمنوائیل (Emanuel) کے القاب سے بھی یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ انجیل یوحنا میں یوں مرقوم ہے۔

’’ابتداء میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھ تھا اور کلمہ خدا تھا، وہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔‘‘

جب ہم قدیم دیو مالائی دیوتاؤں پر نظر ڈالتے ہیں تو بالکل یہی کہانی نظر آتی ہے۔ چنانچہ Bacchus, Horus, Osiris, Mithras, Hercules, Adonis, Hermes وغیرہ سب کنواری کے بطن سے پیدا ہوتے ہیں انسانیت کے لئے جان قربان کرتے ہیں اور دوبارہ زندہ ہوتے ہیں۔

(The Pagan Christ by Tom Harpur)

چونکہ سورج زندگی کے لئے ضروری ہے اور اس کی روشنی اور حدت سے فصلیں پکتی ہیں زمانہ قدیم سے سورج کی پوجا کی جا رہی ہے۔ دنیا کی مختلف دیو مالائی کہانیوں میں سورج دیوتا کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یونانی دیو مالائی قصوں میں Hercules اور مصری قصوں میں Horus کو سورج دیوتا سمجھا جاتا تھا۔

Horus قدیم مصری اور بعد میں رومی تہذیب میں ایک بڑا دیوتا مانا جاتا تھا۔ Horus کے ماں اور باپ کا نام Isis اور Osiris تھا۔ Horus کے باپ Osiris کو تشدد اور طوفان کے دیوتا Seth نے قتل کر دیا تھا۔ Horus اور Osiris کے فرضی قصہ میں اور بائبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں کس قدر مشابہت ہے اس کا اندازہ Gerald Massey نے اپنی کتاب The Hisorical Jesus and the Mythical Christ میں کیا ہے۔

Massey کے مطابق جس طرح بیت اللحم کے ستارہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خبر دی تھی اسی طرح صبح کے ستارہ نے Horus کی پیدائش کی خبر دی تھی۔

Horus نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح دریائے اردن میں بپتسمہ پائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحیٰ علیہ السلام (John the Baptist) نے بپتسمہ دی جن کو بعد میں قتل کر دیا گیا تھا۔ Horus کو (Anup the Baptizer) نے بپتسمہ دی جس کا بعد میں سر قلم کر دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح Horus کی عمر کے بارہ سے تیس سال کے درمیانے عرصہ کا کچھ پتہ نہیں۔ Horus پانی پر چلتا تھا۔ جسم سے بدروحیں نکالتا تھا، بیماروں کو اچھا کرتا تھا اور مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ پر اپنی ظاہری شکل تبدیل کی اور ایک خطبہ دیا اسی طرح Horus نے بھی پہاڑ پر اپنی شکل بدلی اور ایک خطبہ دیا۔ Horus کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر لٹکایا گیا اس کے بعد ایک مقبرہ میں دفن کیا گیا جہنم میں گرایا گیا اور پھر تیسرے دن زندہ کیا گیا۔ Horus کو ’’مالش کیا ہوا‘‘ یا ’’Anointed One‘‘ کہا گیا۔ Horus اچھا گڈریا، خدا کی بھیڑ، خدا کا فرمان، انسان کا بیٹا اور مچھیرے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

Mithras کو ایران میں سورج دیوتا کے طور پر پوجا جاتا تھا۔ تقریباً دوسری صدی قبل مسیح سے روم میں Mithras کی عبادت کی جاتی تھی۔ اس فرضی داستان کے مطابق Mithras کی پیدائش 3000 سے 2400 سال قبل مسیح میں ایک غار میں ایک کنواری کے ہاں ہوئی۔ اس کی پیدائش کا دن 25 دسمبر کو منایا جاتا ہے۔

Mithraism مسلک میں بھی عشائے ربانی کی مسیحی رسم (Eucharist) منائی جاتی تھی اور اتوار کو مقدس دن کے طور پر منایا جاتا تھا۔ Easter اس مسلک کی ایک اہم رسم تھی جو Mithra کے دوبارہ زندہ ہونے کی یاد میں منائی جاتی تھی۔

Mithraism میں نئے شامل ہونے والوں کو بپتسمہ کی رسم میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ یہ مسلک روم میں چوتھی صدی عیسوی تک قائم رہا لیکن روم میں عیسائیت کے آنے کے بعد اس مسلک پر Theodosius1 نے پابندی لگا دی۔

Timothy Freke اور Peter Gandy اپنی کتاب The Jesus Mysteries: Was the Original Jesus a Pagan God? میں لکھتے ہیں:

Osiris\Dionysus کے فرضی قصہ میں جو ہیرو انسانیت کا نجات دہندہ ہے وہ مادی شکل میں خدا ہے جو ایک غار میں 25 دسمبر کو ایک کنواری کے بطن سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پیدائش پر ایک ستارہ نمودار ہوتا ہے اور وہ ایک شادی کے موقع پر پانی کو شراب بنا دیتا ہے۔ وہ

بیماروں کو اچھا کرتا ہے اور جسم سے آسیب اور بدروحیں نکالتا ہے اور معجزات دکھاتا ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کے سامنے ظاہری شکل بدل لیتا ہے گدھے پر سوار ہو کر ایک شہر میں داخل ہوتا ہے اور چاندی کے تیس ٹکڑوں کے بدلے غداری دیکھتا ہے۔ ایک گروہ کے ساتھ روٹی اور شراب پر مشتمل کھانا کھاتا ہے، صلیب پر لٹکایا جاتا ہے جہنم میں گرایا جاتا ہے اور تیسرے دن دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے۔ وہ دنیا کے گناہ دور کرنے کے لئے مرتا ہے اور جنت میں اٹھایا جاتا ہے جہاں وہ خدا کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ Dionysus ایک مسافر استاد تھا جو ایک فاتح کے طور پر خچر پر سوار ہو کر جلوس کی صورت میں داخل ہوتا ہے۔ اس کو خدا کا اکلوتا بیٹا، نجات دہندہ، ''مالش کیا ہوا'' اور Alpha and Omega کہا گیا۔

Osiris\Dionysus عید الفصح (Easter) کے موقع پر دنیا کے گناہوں کی تلافی کے لئے جان دیتا ہے اور اس کے ماننے والے اس انتظار میں ہیں کہ وہ آخری دنوں میں دوبارہ نازل ہوگا اور فیصلہ کی کرسی پر بیٹھے گا۔ اس کی موت اور دوبارہ جی اٹھنے کو شراب اور روٹی کے روایتی کھانے سے منایا جاتا ہے۔

فروگیہ کا اٹس (Attis of Phrygia) بھی صلیب پر لٹکایا گیا تھا اور خدا کے بیٹے کے طور پر دوبارہ زندہ ہوا۔ عیسائیت سے صدیوں پہلے مصر کے اس دیوتا کی عبادت مصر میں کی جاتی تھی۔ اٹس 25 دسمبر کو پیدا ہوا تھا اور انسانوں کی نجات کے لئے سیاہ جمعہ (Black Friday) کے روز صلیب دیا گیا اور تین دن کے بعد 25 مارچ (Easter Sunday) کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔ اٹس کے ماننے والے خون سے بپتسمہ حاصل کر کے اپنے گناہ دھوتے تھے۔ اس کو خدا اور خدا کا اکلوتا بیٹا، چرواہا خدا اور نجات دہندہ مانا جاتا تھا۔

(Pagan Origins of ChristG. Myth by John Jackson)

بدھ مت کے مذہب کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو سال پہلے ہوا۔ گوتم بدھ کے بارہ میں کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ایک کنواری کے بطن سے 25 دسمبر کو پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش پر آسمان پر ستارے نمودار ہوئے اور فرشتوں اور داناؤں نے ان کی پیدائش پر گیت گائے۔ ان کی زندگی کو اس وقت کے حکمران سے خطرہ پیدا ہوا جس کو یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ پیدا ہونے والا بچہ تمہارے تخت پر قابض ہو جائے گا۔ اس واسطے اس کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دینا۔ بدھ کو پانی سے بپتسمہ دی گئی اور انہوں نے معجزے دکھائے، بیماروں کو شفا دی اور پانی پر چلے۔ کچھ روایات کے مطابق وہ صلیب پر چڑھائے گئے۔ جس کے بعد وہ دوبارہ زندہ ہوئے اور آسمان پر چلے گئے۔ بدھ کو گناہ بردار، اچھا چرواہا، ترکھان اور الفا اور امیگا (Alpha and Omega) کے نام دیئے گئے۔

کرشنا ہندوؤں کے اوتار گزرے ہیں۔ ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ دیوا کی کنواری کے بطن سے 25 دسمبر کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد ترکھان تھے۔ ان کی پیدائش پر مشرق میں آسمان پر ایک ستارہ نمودار ہوا۔ چرواہے اور فرشتے ان کی پیدائش پر انہیں مصالحوں کے تحائف دینے آئے۔ ان کی پیدائش پر ایک جابر حکمران نے ہزاروں نو زائدہ بچوں کا خون بہایا۔ (اسرائیل کے بادشاہ Herod نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے نو زائدہ بچوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔) ایک عورت جس کو انہوں نے شفا دی تھی، ان کے سر پر تیل کی مالش کی۔ کرشنا نے معجزات دکھائے۔ مردوں کو زندہ کیا اور کوڑھیوں، اندھوں اور بہروں کو اچھا کیا۔ لوگوں کو خیرات اور محبت کی تعلیم دینے کے لئے کرشنا تمثیلات میں بات کرتے تھے۔ اپنے مریدوں کے سامنے انہوں نے اپنی ظاہری شکل تبدیل کی اور کچھ روایات کے مطابق انہیں دو چوروں کے درمیان صلیب پر چڑھایا گیا۔ کرشنا کی وفات تقریباً تیس سال کی عمر میں ہوئی اور ان کی موت پر آسمان سیاہ ہو گیا۔ مرنے کے بعد وہ تمام انسانوں کے سامنے دوبارہ زندہ ہوئے اور آسمان پر چڑھ گئے۔ کرشنا کو نجات دہندہ، چرواہا خدا، پہلوٹا اور گناہ بردار کہا گیا۔ ان کو خدا کا بیٹا سمجھا گیا جو انسانوں کو گناہ سے آزاد کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

(The Christ Conspiracy by S. Acharya)

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح کرشنا بھی ایک غار میں پیدا ہوئے اور ان کی پیدائش کے موقع پر غار پراسرار طور پر روشن ہو گئی۔ کرشنا نے پیدا ہونے کے بعد اپنی ماں سے باتیں کیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کہا جاتا ہے۔ صلیب پر چڑھانے کے بعد کرشنا کے پہلو میں بھی نیزہ مارا گیا۔

سوائے 25 دسمبر کی پیدائش کے بائبل میں یہی قصہ لفظ بہ لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں لکھا ہوا ہے۔

ان مشہور دیوتاؤں کے علاوہ بھی دنیا کے مختلف حصوں میں اور بہت سے ایسے دیوتا گزرے ہیں جن کی کہانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس کہانی سے بہت ملتی جلتی ہے جس کو بائبل نے پیش کیا ہے۔ ان میں یونان کا Prometheus اور میکسیکو کا Quetzalcoatl اور مصر کا Serapis شامل ہیں۔ Prometheus جنت سے مادی شکل میں انسانیت کو بچانے کے لئے اترا تھا، صلیب دیا گیا اور مردوں سے زندہ ہوا۔ اس کو کلمہ (Logos) کہا گیا۔

Quetzalcoatl میکسیکو نجات دہندہ معبود تھا جو کنواری کے بطن سے پیدا ہوا اور جس کی پیدائش کی خبر اس کی ماں کو فرشتے نے دی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوگا۔ میکسیکو کے لوگ عیسائیت سے بہت پہلے سے صلیب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنے پیدا ہونے والے

بچوں کو بپتسمہ دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا واقعات سے ظاہر ہے کہ عیسائیت میں مشرکانہ عقائد کا رواج تیسری صدی عیسوی میں ہوا جب Constantine کی عیسائیت قبول کرنے کے نتیجہ میں روم کے مشرکوں نے عیسائیت قبول کرنی شروع کی۔ چونکہ ان مشرکوں کے لئے اپنے پرانے عقائد چھوڑنا مشکل تھا تو انہوں نے نہ صرف اپنے پرانے عقائد ترک نہ کئے بلکہ عیسائی بشپوں نے بھی ان مشرکانہ عقائد کی حمایت کی تاکہ زیادہ سے زیادہ مشرک عیسائیت قبول کر لیں۔

عیسائیت کے تہوار

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بارہ میں بائبل میں صرف یہ لکھا ہے کہ اس رات چرواہے اپنے ریوڑ کے ساتھ کھیتوں میں تھے۔ 25 دسمبر اس لئے خلافِ قیاس ہے کہ فلسطین کے علاقہ میں دسمبر کی راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور چرواہوں کا رات کو ریوڑ کے ساتھ کھیتوں میں ہونا غیر معمولی ہوگا۔ 530 عیسوی میں Dionysius Exiguus جو ایک پادری اور ماہر فلکیات تھا کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کا اندازہ لگائے۔ 25 دسمبر سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یومِ پیدائش 6 جنوری کو منایا جاتا تھا۔ کچھ تواریخ کے مطابق کرسمس پہلی مرتبہ 25 دسمبر کو 273 عیسوی میں منائی گئی۔

رومی فرضی داستانوں کے مطابق سورج دیوتا کی شیطانی دیوتاؤں سے چپقلش رہتی ہے۔ دسمبر کے تیسرے ہفتہ کے آخر میں جب دن سب سے چھوٹا ہو جاتا ہے تو شیطانی طاقتیں سورج دیوتا کو مغلوب کرنے کی کوششوں میں ہوتے ہیں۔ لیکن 21 دسمبر کے بعد جب دن لمبے ہونے لگتے ہیں تو اس سورج دیوتا کے غلبہ کا آغاز سمجھا جاتا ہے۔ اس وجہ سے روم کے لوگ 25 دسمبر کو غیر مفتوح سورج دیوتا کی پیدائش کے دن کے طور پر مناتے تھے۔ اسی دن رومی لوگ ایرانی نیکی کے سورج Mithras کی پیدائش کا دن بھی مناتے تھے۔ روم کے مشرکوں کے ان تہواروں کو دیکھ کر کلیسا نے فیصلہ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن بھی یہی رکھا جائے تاکہ مشرکوں کی خوشنودی حاصل ہو جائے۔

عیدالفصح (Easter)

اسی طرح عیدالفصح (Easter) جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر مارنے اور دوبارہ زندہ کئے جانے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار بھی مشرک انطالیہ، روم اور یونان میں مارچ کے آخری دنوں میں Cybele اور اس کے معشوق Attis کی یاد میں منایا جاتا تھا۔ اس مشرکانہ مسلک کے مطابق جب Attis کی شادی اس کی مرضی کے خلاف Cybele کے بجائے ایک بادشاہ کی بیٹی سے کر دی گئی تو وہ غصہ سے پاگل ہو گیا اور اس نے اپنے اعضائے تولید کاٹ دیئے اور مرنے کے بعد جہنم رسید ہوا اور پھر 25 مارچ کو تین روز کے بعد دوبارہ زندہ ہوا۔

یہی واقعہ Mithras کے قصوں میں بھی ملتا ہے جب وہ سورج گاڑی میں آسمان پر اٹھایا جاتا ہے۔ وہ خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ اور آخری زمانہ میں دوبارہ اترے گا، مردوں کو زندہ کرے گا اور فیصلے کرے گا۔

Easter ہر سال مختلف تاریخوں میں ہوتا ہے۔ موسم بہار میں جب دن اور رات برابر ہو جاتے ہیں تو یونانی مشرکانہ خیال کے مطابق سورج دیوتا اور شیطانی طاقتیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہی ہوتی ہیں لیکن دنوں کے لمبا ہونے کے ساتھ سورج دیوتا کا غلبہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے Easter ہمیشہ موسم بہار میں دن اور رات کے برابر ہونے کے بعد پہلے پورے چاند کے بعد پہلے اتوار کو منایا جاتا ہے۔

صلیب (Cross)

صلیب جو عیسائیوں کا مشہور نشان ہے عیسائیت سے پہلے مصریوں میں عام طور سے استعمال ہوتا تھا اور صلیب کا نشان مردے کے ہاتھ میں دیا جاتا تھا جس سے دوبارہ زندہ ہونا اور نئی زندگی پانا متصور کیا جاتا تھا۔ کلیسا کی تاریخ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر دیکھنے کا 692 عیسوی تک کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اس وقت تک یا تو صرف صلیب یا صلیب پر ایک بھیڑ کے بچہ کو لٹکایا ہوا دکھایا جاتا تھا۔

Justinin II کے دور میں بھیڑ کے بچہ کی بجائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر دکھایا گیا اور تب سے یہ عیسائیت کا نشان بن گیا۔

بپتسمہ (Baptism)

بپتسمہ کا رواج عیسائیت سے بہت پہلے سے رائج ہے۔ یہ رواج سمیری (Sumerians) جو قدیم بابل کے باشندے تھے میں رائج تھا۔ اس کا آغاز سمیریا کے شہر اریڈو (Eridu) کے پانی کے دیوتا (God of the House of Water) کے مندر سے ہوا۔ Homer کے حمدیہ اشعار میں بھی اس رواج کا ذکر ملتا ہے۔ مصر کے احرام سے بھی ایسے دستاویزات ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ فراعین کا Osiris کے طور پر پیدا ہونے کی روایتی تقریب کے موقع پر بھی ان فراعین کی بپتسمہ کی جاتی تھی۔

(The Jesus Mysteries by Timothy Freke and Peter Gandy)

(باقی صفحہ 33)

جماعت احمدیہ کینیڈا کے زیر انتظام سیرت حضرت محمد ﷺ

کے عنوان پر خصوصی پروگرام

مکرم انصر رضا صاحب، واقفِ زندگی، کینیڈا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دورانِ سال جاری رہنے والی انفرادی و جماعتی تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ احمدیہ مسلم جماعت کینیڈا ہر سہ ماہی میں قومی سطح پر یومِ تبلیغ کا انعقاد کرتی ہے۔ کووِڈ۔19 کے باوجود یہ سرگرمیاں بفضلہٖ تعالیٰ بند نہیں ہوئیں بلکہ جماعت احمدیہ کینیڈا کو ایک نئے انداز میں ان سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی توفیق ملی اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام سوشل میڈیا اور ڈاک کے ذریعہ دوست احباب اور ہمسایوں تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔

ہمسایوں کو خطوط

احبابِ جماعت کو یہ تحریک کی گئی کہ رسول کریم ﷺ کے ہمسایوں کے حقوق کے متعلق ارشادات اور اسوہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ہمسایوں کو خطوط لکھ کر ان وبائی حالات میں دعاؤں اور ہمدردی کے جذبات کے ساتھ ساتھ اپنی خدمات پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مہم نہایت کامیاب رہی۔ احبابِ جماعت نے 8,515 خطوط بذریعہ ڈاک اور ذاتی طور پر رابطہ کرتے ہوئے اپنے ہمسایوں کو مختلف ذرائع سے ارسال کئے۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی کثرت سے ایسے خطوط ارسال کئے گئے۔ سال 2020ء کے اختتام اور نئے سال 2021ء کے آغاز پر نئے سال کی مبارکباد پر مشتمل 31 ہزار سے زائد کارڈز ہمسایوں، کلیساؤں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد کو بھجوائے گئے۔ اسی طرح سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی اس مضمون پر مشتمل پیغامات ارسال کئے گئے۔

پروگرام سیرت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیرت انگیز داستان

2012ء میں جب رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات پر اعتراضات کی اشاعت کی مذموم کوشش کی گئی، نازیبا خاکوں کے ذریعہ سے تمام مسلمانوں کی دلخراشی کی گئی تو اس مخالفانہ اور زہریلے پراپیگنڈے پر مبنی تاثر کو زائل کرنے کی غرض سے اس کے ردِعمل کے طور پر احمدیہ مسلم جماعت کینیڈا نے مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے اشتراک و تعاون سے رسول کریم ﷺ کی پاک اور مطہر سیرت کو بیان کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر ایک پروگرام Astonishing Story of the Prophet s.a. کے نام سے منعقد کرنے کی توفیق و سعادت پائی تھی۔ یہ پروگرام ٹرانٹو، کینیڈا کے سب سے بڑے ہال میں منعقد ہوا جو Roy Thomson Hall کے نام سے مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام بہت کامیاب انداز میں منعقد کیا گیا۔ دو ہزار سے زائد غیر احمدی افراد نے اس پروگرام میں شمولیت کی اور بہت مؤثر تعریفی کلمات کے ساتھ اس کاوش کو سراہا گیا اور آئندہ بھی ایسے پروگراموں کے انعقاد کی اہمیت پر زور دیا۔

اس پروگرام سے مزید افراد کے استفادہ اور اس کے وسیع تر مثبت اثرات کے پھیلانے کی غرض سے اسی نہج پر یہ پروگرام بڑے پیمانے پر کینیڈا کے دوسرے بڑے بڑے شہروں میں بھی منعقد کئے گئے۔

ایک فقید المثال ورچوئل (virtual) پروگرام

سیرت النبی ﷺ کا انعقاد

حال ہی میں پھر سے ایک اخبار چارلی ہیڈو (Charlie Hebdo) نے اسلام اور رسول کریم ﷺ کی ذات اور سیرت کو تنقید کا نشانہ بنانے کی گستاخانہ جرأت کی۔ جماعت احمدیہ کینیڈا نے چند ماہ قبل سے اپنے پیارے آقا، ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، کی رہنمائی میں ایک مرتبہ پھر سے اپنے 2012 میں منعقدہ پروگرام کی نہج پر اور اسی عنوان کے تحت ایک نیا پروگرام منعقد کرنے سے متعلق بھرپور تیاری شروع کردی۔ کووِڈ۔19 کے نامساعد حالات کے باعث اس مرتبہ اس پروگرام کو ورچوئل انداز میں پیش کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ اس انداز کا ایک خاص فائدہ یہ بھی ہوا کہ اس پروگرام کو بین الاقوامی اہمیت حاصل ہوئی اور یوں 40 سے زائد ممالک یعنی کینیڈا، امریکہ، برطانیہ، بھارت، جرمنی، پاکستان، آسٹریلیا، ملائیشیا، اسرائیل، سویڈن وغیرہ میں اسے براہ راست بھی دیکھا گیا اور سوشل میڈیا پر اس کی ریکارڈنگ کو بھی ابھی تک مختلف اقوام دیکھ رہی ہیں۔ اس دفعہ بھی مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا نے احمدیہ مسلم جماعت کینیڈا کی رہنمائی میں یہ پروگرام منعقد کرنے کی توفیق پائی۔ تمام مراحل کی تکمیل کے بعد YouTube کے ذریعہ جماعت احمدیہ کینیڈا نے

مورخہ 30 جنوری 2021ء ٹرانٹو وقت کے مطابق شام 6 بجے یہ پروگرام انتہائی مؤثر اور کامیاب انداز میں نشر کرنے کی توفیق پائی۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

کورونا وائرس کی عالمی وبا کے نامساعد حالات میں پروگرام کی تیاری، COVID-19 اور اس تعلق میں حکومتی پابندیوں کے باعث اس پروگرام کی تیاری وغیرہ کے سلسلہ میں بعض انتہائی مشکل حالات کا سامنا ہوا۔

اشاعت و تشہیر کے مسائل بھی درپیش ہوئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل پروگرام ہر پہلو سے بفضلہٖ تعالیٰ بروقت تکمیل پایا اور آن لائن نشریات میں بھی کسی تکنیکی مشکل کا سامنا نہیں ہوا، الحمدللہ۔

پروگرام کی تشہیر

کووڈ-19 کی پریشان کن صورت حال کے پیش نظر خدام الاحمدیہ کی پبلسٹی ٹیم کو غیر معمولی محنت اور باریک بینی کے ساتھ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے کام کرنا پڑا۔ مختلف ذرائع سے استفادہ کرنے کے بارہ میں منصوبہ بندی کی گئی۔

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کی ہدایت کے مطابق تمام ممبران جماعت کو تحریک کی گئی کہ وہ اپنے تبلیغی روابط کو اس پروگرام میں شمولیت کی غرض سے دعوت دیں۔ تمام ذیلی تنظیموں (خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور انصار اللہ) کا خصوصی تعاون دیکھنے کو ملا۔ یوں تمام ذیلی تنظیموں نے بھی اس پروگرام کی بھرپور تشہیر کی اور اس پیغام کو ہر ممبر تک پہنچانے میں مکمل تعاون کیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزا۔

سوشل میڈیا پبلسٹی کا دوسرا بڑا ذریعہ تھا۔ چونکہ یہ پروگرام آن لائن نشر ہونا تھا اس لئے اس کے لئے تمام اہم سماجی ذرائع استعمال کئے گئے۔ ہر سماجی ذریعہ کے لئے الگ الگ ٹیم بنائی گئی۔ مختلف تاریخوں میں ٹوئٹر کے تین Trends کے لئے بھرپور کوشش کی گئی اور اس میں تمام ممبران جماعت کو hashtags کے بارہ میں مکمل آگاہی دیتے ہوئے شامل ہونے کی تحریک کی گئی جس کے نتیجہ میں 153,000 سے زائد روابط ہوئے۔

اس کے ساتھ ساتھ YouTube, Google اور دوسرے سوشل میڈیا پر اشتہارات اور ریڈیو اشتہارات کے ذریعہ بھی اس پروگرام کی تشہیر کی گئی۔ اسی طرح سکول بورڈز، یونیورسٹیوں کے پروفیسرز اور چرچز وغیرہ سے بھی رابطہ کے ساتھ ساتھ Steven Leece, Deb Shulette, Majid Jowhari سمیت بہت سے دیگر اہم سیاستدانوں اور اخبارات وغیرہ سے بھی رابطہ کیا گیا۔ جنوبی امریکہ کے ممالک Cayman Island, Paraguay, Uruguay اور Honduras میں بھی اس کی تشہیر پر انتہائی محنت سے کام کیا گیا۔ بعض مقامات جہاں پہلے مخالفت کا سامنا تھا وہاں سے بھی کئی افراد نے اس پروگرام کو دیکھا اور اپنے مثبت تاثرات جماعت احمدیہ کو ارسال کئے۔

چند مثبت تاثرات

بہت عمدہ پروگرام تھا۔ میں بہت خوش ہوں کہ میں نے اپنی شام کے دو گھنٹے اس پروگرام کو دیئے۔ میں بتا نہیں سکتا کہ اس پروگرام نے کس قدر مجھے متاثر کیا ہے۔ میں آپ لوگوں کا اس کے لئے شکرگزار ہوں۔

☆ اس ڈاکومنٹری کے دیکھنے کے بعد میں محمد (ﷺ) سے متعلق مزید جاننا چاہتا ہوں۔

☆ میں ایک سکول میں اسلامی تعلیمات کا استاد ہوں اور چاہتا ہوں کہ مجھے بھی کتاب بھیجی جائے تا کہ میں اس کو مزید سمجھ سکوں اور سمجھا سکوں۔

☆ برائے مہربانی مجھے دو کتب ارسال کریں میں انہیں ہمیشہ اپنے پاس ایک خزانہ کے طور پر رکھوں گی۔

وسیع پیمانے پر مہمانوں کی رجسٹریشن

خدا تعالیٰ کے فضل اور تمام ذرائع ابلاغ کے استعمال کے نتیجہ میں اس پروگرام کے لئے 7,959 احمدی ممبران اور غیر احمدی افراد نے خود کو رجسٹر کیا۔ اس طرح صرف ماہ جنوری 2021ء میں اس کی ویب سائٹ پر 41,000 سے زائد افراد نے وزٹ کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب تک اس پروگرام کو تقریباً 51,000 سے زائد افراد دیکھ چکے ہیں اور یہ تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔

تاثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا بھر سے ممبران جماعت اور غیر احمدی احباب سے مسلسل بہت زیادہ مثبت تاثرات مل رہے ہیں۔ بالخصوص نوجوان نسل کے افراد کے حوالہ سے انتہائی خوشکن اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ انہوں نے اس پروگرام کو بڑے انہماک سے آخر تک دیکھا۔ نوجوان نسل کے والدین کی طرف سے بھی اس بات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ نوجوانوں کی تربیت اور اصلاح کے لئے اس طرح کے پروگرام منعقد ہوتے رہنے چاہئیں۔ یوں انہیں اسلام کی حقیقی تعلیمات سے بھی آگاہی ملتی رہے گی۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور ہمارے پیارے آقا، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے نتیجہ میں اس پروگرام کو خدا تعالیٰ نے خصوصی کامیابی سے نوازا۔

احمدیہ مسلم جماعت کا تعارف

اس پروگرام کے آخر پر جماعت کی مختصر تاریخ اور اس کا تعارف بھی پیش کیا گیا اور بفضلہٖ تعالیٰ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اب یہ جماعت پوری دنیا میں پھیل کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پھیلا رہی ہے۔

(باقی صفحہ 33)

بقیہ از خطبات جمعہ کے خلاصہ جات

جماعتی اموال کی حفاظت کرنے والے، خلافت کے وفادار اور جماعتی روایات کے امین تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹے خرم عثمان صاحب واقفِ زندگی اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

اگلا ذکر خیر مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مشیرِ قانونی صدر انجمن احمدیہ کا تھا جو 17 فروری کو 81 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد محترم صوفی غلام محمد صاحب کے ذریعہ 1927ء میں آئی۔ مرحوم نے ایم۔ اے اکنامکس اور ایل ایل۔ بی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایک خواب کی بنا پر 1970ء میں زندگی وقف کی۔ پچاس سال سے زائد عرصہ خدمت میں وکالت مال علیاء اور وکالت مال ثانی میں کام کرنے کے علاوہ مشیرِ قانونی تحریکِ جدید اور یوگنڈا میں بطور ٹیچر خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے لاہور میں مختلف وکلاء کے ساتھ انکم ٹیکس اور جائیداد کے کام کی ٹریننگ دلوائی۔ 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشیرِ قانونی صدر انجمن احمدیہ مقرر فرمایا تاوفات آپ اسی خدمت پر مامور تھے۔ دوسروں کا دکھ بانٹنے والے، خوش مزاج، نوافل اور تلاوت کے عادی، درود شریف بکثرت پڑھنے والے بڑے ہمدرد انسان تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا: جب میں ناظرِ اعلیٰ تھا اور اس سے پہلے بھی بعض معاملات میں ان کے ساتھ واسطہ پڑا۔ ان میں بڑا توکل تھا، خلیفۂ وقت کی دعاؤں پر بڑا یقین تھا۔ ہمیشہ صدقہ و خیرات اور دعاؤں کے ساتھ کام شروع کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی کشائش بھی عطا کی تھی اور اس سے ہمیشہ غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ایک بیٹے حافظ اعجاز احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ اور استاد جامعہ احمدیہ یوکے ہیں جب کہ ایک اور واقفِ زندگی بیٹے نصر احمد طاہر ریویو آف ریلیجنز کینیڈا میں کام کر رہے ہیں۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا کی اور ان کا نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 9، 16، 22 فروری، یکم مارچ 2021ء)

بقیہ از روزہ کی غرض وغایت حصولِ تقویٰ

گویا تمام امور میں اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا کو مقدم کرنے کا بنیادی سبق ہے جو ہمیں روزوں میں ملتا ہے۔ اور یہی تقویٰ کی پہلی منزل ہے کہ انسان اپنے تمام امور میں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی رضا کو مقدم رکھے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو اس کی مرضی کے خلاف ہو بلکہ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ کا زریں اصول اس کی زندگی کا معمول بن جائے۔

اگر ایسا ہو تو یہی وہ تقویٰ کا بنیادی معیار ہے جو مومن کی تمام زندگی کو حسین سے حسین تر بناتا چلا جائے گا اور اس کے نیک اعمال کے پاکیزہ درخت کو اللہ کے حکم سے نئی رفعتیں عطا ہوں گی اور نئے اور تازہ بتازہ شیریں پھل نصیب ہوں گے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19 صفحہ 15)

خدا کرے کہ ہم روزوں کی اس بنیادی غرض یعنی تقویٰ کو حاصل کرنے والے ہوں اور یہ تقویٰ ایک دفعہ ہمیں حاصل ہو تو پھر کبھی ہمارا ساتھ نہ چھوڑے بلکہ ہمیں ہمیشہ تقویٰ کے اعلیٰ مراتب تک لے جانے کا باعث بنتا چلا جائے تا آنکہ ہم پورے طور پر اس محبوب حقیقی کی حفظ وامان میں آ جائیں کہ جس کے سوا کوئی معبود اور محبوب اور مقصود نہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے اقرار پر ہماری زندگیاں ایک عملی گواہ بن جائیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی۔ آمین یاارحم الراحمین۔

بقیہ از اے لوگو! دنیا رختِ سفر باندھ چکی ہے

جو یہ کہہ سکے کہ ہاں میں سہہ سکتا ہوں۔ فرمایا کہ اس لئے زندگی کے جو چند دن ہیں ان میں خدا کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچو، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آگے جھکنے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنائے۔''

(خطبہ جمعہ 7 مئی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حرفِ آخر

خدا تعالیٰ سے التجا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس خراب پرچہ کرنے والے طالب علم کی طرح یہ نہ کہنا پڑے کہ ایک بار ہمیں دنیا میں واپس لوٹا دے تا کہ ہم نیک اعمال بجالائیں اور تیرے احکامات پر عمل کریں بلکہ اے ہمارے رب! الدنیا مزرع الآخر (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) اسی امتحان کے کمرہ میں اچھے پرچے کرنے کا موقع دے دینا تا کہ ہم اچھے نمبروں سے پاس ہو کر آسان حساب کے لائق ٹھہریں۔ آمین

بقیہ از عیسائیت میں مشرکانہ عقائد اور رسوم کا رواج

عملِ تقلیب

(Transubstantiation)

عملِ تقلیب کا ذکر بائبل میں Corinthians 1 میں آیات 10 سے 12 میں ملتا ہے۔ اس کے مطابق روٹی اور شراب معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم اور خون بن گئیں۔ حالانکہ اس قسم کے طلسماتی رواج عیسائیت سے صدیوں پہلے سے رائج تھے۔ عیسائیت سے پہلے قدیم میکسیکو میں عملِ تقلیب رائج تھا۔ وہ یہ یقین کرتے تھے کہ ان کے مذہبی رہنما روٹی کو مقدس بنا کر خدا کے جسم میں بدل دیتے تھے اور اس کو کھا کر وہ اپنے معبود کے ساتھ ایک پراسرار روحانی تعلق میں منسلک ہو جاتے تھے۔ یہ عمل ہندوستان کے پرانے آریوں میں بھی ملتا ہے۔

(The Christ Conspiracy by S. Acharya)

Mithras سے متعلق ایک کتبہ ملا ہے جس پر یہ الفاظ درج ہیں:

’’جو میرا بدن نہیں کھائے گا اور میرا خون نہیں پیئے گا تاکہ وہ اور میں ایک ہو جائیں اس کو نجات نہیں ملے گی۔‘‘

اسی طرح (Gospel of John) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کر کے لکھا ہے:

’’جب تک تم ابنِ آدم کا گوشت نہیں کھاؤ گے اور اس کا خون نہیں پیو گے تم میں کوئی زندگی نہیں ہوگی۔ جو میرا گوشت کھاتا ہے اور میرا خون پیتا ہے، مجھ میں رہے گا اور میں اس میں رہوں گا۔‘‘

پانی کا شراب میں تبدیل ہونا

روایات کے مطابق پہلی بار پانی کے شراب میں تبدیل ہونے کا واقع Dionysus اور Ariadne کی شادی کے موقع پر ہوا۔ یہی معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے جب انہوں نے ایک شادی کے موقع پر پانی کو شراب میں تبدیل کر دیا تھا۔

تثلیث

عیسائیت سے پہلے تثلیث کا نظریہ بھی بے شمار قوموں میں پایا جاتا تھا۔ عیسائیت میں یہ نظریہ پہلی بار نیکانی کی اول عیسائی مجلس (Council of Nicea) میں 325 عیسوی میں آیا۔ پیرو کے باشندوں میں اور ہندوؤں میں بھی یہ عقیدہ پایا جاتا تھا۔ چنانچہ ہندوؤں میں براہما، شیوا اور وشنو اس تثلیث کے تین ستون ہیں۔ براہما کو پیدا کرنے والا اور وشنو کو رکھوالا اور شیوا کو تباہ کرنے والا خیال کیا جاتا ہے۔

کلیسا نے عیسائیت کی ان مشرکانہ رسوم کو چھپانے کے لئے کوششیں کیں۔ ان کوششوں میں کتابیں، کتب خانے اور مندر تباہ کئے تا کہ بعد میں آنے والی نسلوں کو عیسائیت کی ان مشرکانہ رسوم کا ماخذ معلوم نہ ہو سکے۔ اسکندریہ کی لائبریری کا جلانا اور Hypatia جو قدیم یونان کا مشہور فلسفی، ماہر فلکیات اور ماہر ریاضی تھا، اس کا قتل بھی اسی کوشش کا نتیجہ تھا۔

بقیہ از سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر خصوصی پروگرام

کتاب لائف آف محمدؐ کی مفت ترسیل

اس پروگرام کے شاملین کو یہ پیشکش کی گئی کہ جو افراد رسول کریم ﷺ کی پاک اور مطہر سیرت سے متعلق مزید علم حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں وہ Life of Muhammad s.a.w. (لائف آف محمدؐ) کتاب مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور الحمدللہ اب تک 860 کے قریب افراد نے اس کتاب کے حصول کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ ان شاء اللہ انہیں یہ کتاب بہت جلد ارسال کر دی جائے گی۔

تائیدِ الٰہی کا عظیم نشان

ایسے نامساعد حالات میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قدر کامیاب انداز میں پروگرام کے انعقاد کی توفیق پانا یقیناً تسکین قلب کا باعث ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں مقبول خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ اپنی تائید و نصرت کی ہوائیں چلاتا چلا جائے اور ہمیں دین کی نصرت کے دن جلد از جلد دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ اعلانات دعائے مغفرت

یاد رہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ و اقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لیے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

☆ مکرم مشتاق احمد شیخ صاحب

12رفروری 2021ء کو مکرم مشتاق احمد شیخ صاحب ٹرانٹو ویسٹ 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

18رفروری 2021ء کو Riverside Chael, Etobicoke میں ایک بجے مکرم عبدالحنان سوبھی صاحب مربی ٹرانٹو نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم عمران الحق بھٹی صاحب مربی سلسلہ ویسٹن نے دعا کرائی۔

مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ اور ملنسار تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اور ایک بیٹا مکرم عدیل احمد صاحب، ٹرانٹو ویسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم پیر وسیم احمد ہاشمی صاحب

12رفروری 2021ء کو مکرم پیر وسیم احمد ہاشمی صاحب بریمپٹن ایسٹ 66 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

18رفروری 2021ء کو نیشول قبرستان میں گیارہ بجے مکرم انیق احمد صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد انہوں نے ہی دعا کرائی۔

مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ اور ملنسار تھے۔ چندہ جات کی ادائیگیوں میں بہت باقاعدہ تھے۔ مختلف اجلاسوں کی لوگوں کو اطاعیں دیا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بارہ میں ان کی والدہ اور ان کو کچھ اشارے خواب میں مل چکے تھے۔ ان کا تعلق باللہ تھا اور اکثر سچی خوابیں آتی تھیں۔ نیک گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ مبارکہ ہاشمی صاحبہ اور تین بیٹے مکرم عبدالوہاب ہاشمی صاحب، مکرم وقار احمد ہاشمی صاحب بریمپٹن ایسٹ اور مکرم حافظ وقاص احمد ہاشمی صاحب گجرات یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم نوفل بن زاہد صاحب

19رفروری 2021ء کو مکرم نوفل بن زاہد صاحب مربی سلسلہ وان جماعت 29 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کہ کفِ دست ساقی چھلک پڑا

03ر مارچ 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم مولانا عبدالرشید انور صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلیق اور ملنسار تھے۔ آپ نوجوان بچوں کو شوق اور ذوق سے قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ رضوانہ سمن صاحبہ، کمسن بیٹا عزیزم روحان بن نوفل سلمہ، والد مکرم آغا زاہد منظور صاحب، والدہ محترمہ امۃ الکریم آغا صاحبہ وان، بڑے بھائی مکرم ہود زاہد صاحب مارکھم اور ماموں مکرم اعجاز احمد صاحب ڈرہم یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم بشیر احمد صاحب

26رفروری 2021ء کو مکرم بشیر احمد صاحب ٹرانٹو جماعت 64 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

05ر مارچ 2021ء کو نیشول قبرستان میں سوا ایک بجے مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد تدفین ہوئی اور مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، نہایت مخلص اور خدمت گزار انسان تھے۔ شعبہ ضیافت کے لنگر خانہ کے محنتی اور مخلص کارکن جامعہ احمدیہ کینیڈا کے شعبہ ضیافت بھی خدمت کرتے رہے۔ ربوہ میں بھی مختلف حیثیتوں سے خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ریحانہ بشریٰ صاحبہ، ایک بیٹا مکرم جاذب احمد صاحب، دو بیٹیاں محترمہ قرۃ العین (حرا) احمد صاحبہ اور محترمہ باسمہ احمد صاحبہ ٹرانٹو یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری عبدالحمید کاہلوں صاحب

28 رفروری 2021ء کو مکرم چوہدری عبدالحمید کاہلوں صاحب بریمپٹن ایسٹ جماعت 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

03/ مارچ 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی اور مکرم انیق احمد صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے دعا کرائی۔

مرحوم، حضرت چوہدری کرم بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔اور مکرم ماسٹر علی مرید صاحب مرحوم کے بیٹے تھے جو تحریک جدید کے ابتدائی پانچ ہزار مجاہدین میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور ایک تہائی کی وصیت کی تھی ۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے۔آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور دعا گو بزرگ تھے۔آپ کراچی میں بیس سال تک سیکرٹری مال اور مانٹریال میں دس سال تک جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ شاہدہ بیگم صاحبہ، چار بیٹے مکرم عرفان احمد صاحب کراچی، مکرم عمران احمد صاحب بریمپٹن ایسٹ، مکرم کامران احمد صاحب نیو مارکیٹ، مکرم رضوان احمد صاحب بریمپٹن ایسٹ اور تین بیٹیاں محترمہ صائمہ حمید صاحبہ بریمپٹن لیک ویو، محترمہ عاصمہ حمید صاحبہ بریڈفورڈ اور محترمہ سلمیٰ حمید صاحبہ حدیقہ احمد بریڈفورڈ اور ایک ہمشیرہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم منیر احمد فرخ صاحب

8/ مارچ 2021ء کو مکرم منیر احمد فرخ صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس، ٹرانٹو ویسٹ جماعت 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

10/ مارچ 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور بریمپٹن میموریل قبرستان میں دو بجے تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔اور مکرم ڈاکٹر عبدالاحد صاحب مرحوم ڈائریکٹر فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کے صاحبزادے تھے۔

آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، انتہائی مخلص، اعلیٰ اوصاف کے مالک اور دعا گو بزرگ تھے۔مرحوم PTCL میں چیف انجینئر تھے۔پندرہ سال سے زائد عرصہ تک اسلام آباد جماعت کے امیر رہے۔اسی طرح جلسہ سالانہ ربوہ اور یوکے میں پچیس سال سے زائد عرصہ تک Interpretation System Team کے فعال رکن تھے۔آپ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انٹرنیشنل شوریٰ کے موقع پر ایک اجلاس میں معاونت کے فرائض انجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص اور صدق و وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ الصبوح صاحبہ، دو بیٹے مکرم محمود احمد فرخ احمد صاحب ٹرانٹو ویسٹ، مکرم مبشر احمد فرخ اسلام آباد، دو بیٹیاں محترمہ عائشہ ظہیر صاحبہ، محترمہ صائمہ فرخ صاحبہ ٹرانٹو ویسٹ یادگار چھوڑی ہیں۔مرحوم کے بعض اور اعزا و اقارب ٹرانٹو میں مقیم ہیں۔

لازمی چندہ جات کی ادائیگی

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز مالی نظام قائم ہے اور ان مالی قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اموال اور نفوس میں روز بروز غیر معمولی برکتیں عطا فرما رہا ہے۔الحمدللہ۔

چندہ عام یا وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات ہیں ۔ ان چندہ جات کی بابرکت تحریک خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جاری فرمائی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”چندہ عام اور چندہ وصیت کے بجٹ کی ادائیگی ... اور اسی طرح چندہ جلسہ سالانہ، یہ لازمی چندہ جات ہیں۔ ... آپ کو ہر ماہ ادا کرنے چاہئیں۔“

(روزنامہ الفضل لندن۔22 جنوری 2010ء)

آج کل رمضان شریف کے بابرکت ایام میں ہم سب کو جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اپنے لازمی چندہ جات (چندہ وصیت، چندہ عام، چندہ جلسہ سالانہ) اپنی اصل آمد کے مطابق ادا کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم بقایادار ہیں تو اپنا بقایا ادا کریں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس بابرکت مہینہ میں صدقہ و خیرات اور دیگر مالی قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔آمین

خالد محمود نعیم

نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا